اسلامی پردہ

اعتراضات جوابات

تالیف
حجۃ الاسلام والمسلمین مہدی مہریزی

مترجم
ضیغم ہمدانی

اسلامی پردہ

اعتراضات جوابات

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین مہدی مہریزی

مترجم

ضیغم ہمدانی

ناشر

نور الہدیٰ ٹرسٹ، شعبہ ترجمہ و تحقیق
بہارہ کہو۔اسلام آباد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں برائے

نورالہدیٰ ٹرسٹ شعبہ ترجمہ وتحقیق۔ محلّہ سادات بارہ کہو اسلام آباد،فون 051-2231937

ای میل:noor.marfat@gmail.com سائٹ:www.noormarfat.com

مرکز تحقیقات برائے اسلامی افکار وثقافت،ایران،تہران،خیابان احمد قصیر،کوچہ ۲، پلاک ۲

ای میل:iict.publication@gmil سائٹ:www.islamic-iict.org

فیکس: 00982188764792

نام کتاب:اسلامی پردہ(اعتراضات جوابات)

مصنف:مہدی مہریزی

مترجم:ضیغم ہمدانی

نظر ثانی:ڈاکٹر سید راشد عباس نقوی

پیشکش:مرکز تحقیقات برائے اسلامی افکار وثقافت

ناشر:نورالہدیٰ ٹرسٹ شعبہ ترجمہ وتحقیق،اسلام آباد

ایڈیشن اول: ۲۰۱۱ء

تعداد:۱۰۰۰

قیمت:50روپے

ملنے کا پتا: جامعۃ الرضاؑ،محلّہ سادات بارہ کہو اسلام آباد،فون 051-2231937

اسلامک بک سینٹر, C-362،گلی نمبر12 سیکٹر G/6-2،اسلام آباد

فون نمبر: 051-2602155

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فہرست

پیش لفظ	۵
دیباچہ	۶
پہلا باب: پردے کے اسلامی حکم ہونے کے بارے میں اعتراضات	**۱۱**
۱۔ پردہ واجب نہیں	۱۲
۱۔ آیت حجاب	۱۲
۲۔ آیت خمار (مقنعہ)	۱۳
۳۔ آیت جلباب	۱۳
۲۔ پردہ ازواج رسول سے مخصوص ہے	۱۸
۳۔ پردہ ایک غیر اسلامی عادت	۱۹
۴۔ پردہ ایک سیاسی نعرہ	۲۰
۵۔ خداوند اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ۔۔۔	۲۱
۶۔ پردہ جنسی تنگ نظری کا نتیجہ	۲۲
دوسرا باب: اسلامی پردے کے بارے میں اعتراضات	**۲۳**
۱۔ حجاب ایک غیر منطقی عمل	۲۴
۱۔ مردانہ حاکمیت	۲۴
۲۔ صوفیانہ تفکر	۲۵
۳۔ عدم تحفظ	۲۵
۴۔ معاشی مفادات	۲۵

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۵۔حسد	۲۵
۶۔خواتین کے مخصوص مسائل	۲۵
۷۔شہید مطہری کا نظریہ	۲۵
۲۔حجاب یا عورت کا جنسی تشخص	۳۰
۳۔حجاب، آئیڈیالوجی کو منتقل کرنے کا ذریعہ	۳۳
۴۔حجاب، ترقی میں رکاوٹ اور پسماندگی کا سبب	۳۶
۵۔حجاب، خواتین کی افسردگی کا باعث	۴۰
۶۔حجاب، عورت کی آزادی کا خاتمہ	۴۲
۷۔بے پردگی بے حیائی نہیں	۴۳
۸۔عورت اور مرد کے لباس میں فرق	۴۵
۹۔حجاب، بے چینی میں اضافہ کا باعث	۴۷
کتابیات	۵۵

☆☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پیش لفظ

اس جدید دور میں دنیا، نئے اور تازہ نظریات کی گزرگاہ بن چکی ہے۔ ہمارے معاشرے کے سامنے ایک ایسا واضح راستہ موجود ہے جو اگرچہ طویل ہے مگر دین کی بنیادوں پر استوار اور ایک معاشرتی نظام کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔اس راستے کو ایسے قدم طے کر سکتے ہیں جن کے اندر جذبہ شوق اور معرفت موجود اور عقل و عشق ان کا زادراہ ہو۔اس وقت ہر مسلمان نوجوان چاہتا ہے کہ اپنی روشن تاریخ کے سائے میں دانائی کا چراغ جلائے اور اپنی فکر میں انقلاب لاکر کامیابی اور فلاح حاصل کرے۔آجکل کے نوجوان کی ذہنی بالیدگی نہ صرف بیرونی ثقافت کے راستے کو روکتی ہے بلکہ ہمارے وجود کی حفاظت کی ضامن بھی ہے۔آجکل معلومات چاہے پڑھنے والی ہوں یا سننے والی،اس قدر زیادہ ہیں کہ صرف ایک سنجیدہ اور سوال رکھنے والے ذہن کی مدد سے ہی ان معلومات میں سے معرفت کا پھل حاصل کیا جا سکتا ہے۔''انجمن اندیشہ جوانان'' نے فکری اور ثقافتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کا ارادہ کیا کہ نوجوانوں کے لیے ایک ایسی تحریر سامنے لائی جائے جو وقت کی ضروریات کے مطابق ہو اور اس کام کے ذریعے ان کے اذہان کو معرفت کی خوشبو سے معطر کیا جائے۔آپ کے ہاتھ میں موجود کتاب اسی کوشش کا نتیجہ ہے۔

ہم جناب حجۃ الاسلام والمسلمین جناب مہدی مہریزی کی کوششوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مزید خدمات انجام دینے کی توفیقات کی دعا کرتے ہیں۔

ہم مرکز تحقیقات برائے اسلامی افکار و ثقافت تہران کے بھی مشکور ہیں کہ جن کے تعاون سے ہم اسلامی ثقافت کی ترویج پر مبنی یہ مختصر اور جامع کتاب اُردو زبان کے قارئین کے ذوق مطالعہ کی نذر کر رہے ہیں۔

مسئول

شعبہ ترجمہ و تحقیق، نورالہدیٰ ٹرسٹ، اسلام آباد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیباچہ

دور حاضر میں دینی مسائل کے بارے میں سوالات اور تنقید بڑھتی جارہی ہے اور پردے کا مسئلہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔آجکل کے علوم نے مختلف زاویوں سے اس مسئلے کے بارے میں سوالات اٹھائے اور اسے تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسی تحریریں بھی موجود نہیں ہیں جو مذکورہ سوالوں کا انہی زاویوں سے جواب دیں۔شہید مطہری کی تحریر''مسئلہ حجاب'' کے علاوہ اکثر کتابوں اور تحریروں میں حجاب یا پردے کے مسئلے کو اخلاق یا فقہ کے نقطہ نظر سے پرکھا گیا ہے جبکہ یہ موضوع فقہ اور اخلاق کے علاوہ کلامی اور عقیدتی پہلو بھی رکھتا ہے۔دین پر ہونے والے اعتراضات کا جواب اخلاقی یا فقہی بنیادوں پر نہیں دیا جاسکتا بلکہ ہر اعتراض ایک خاص جواب کا طالب ہے۔

ایک سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور پردے کے ناقدین کے درمیان بحث اور گفتگو جاری ہے۔اس سلسلے میں مسلم اور غیر مسلم دانشوروں نے تنقیدی گفتگو اور بحث کی ہے۔عرب دانشوروں [1] میں قاسم امین، طاہر حداد، نظیرہ زین الدین، جمیل صدقی زہاوی، رصافی، رجب بیومی، عبدالقادر مغربی وغیرہ اور ایرانیوں میں قرۃ العین، میرزا آقا خان کرمانی، شیخ احمد روحی، ملک المتکلمین، میرزا جہانگیر شیرازی، اعتصام الملک، میرزا فتح علی آخوندزادہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں جنھوں نے پردے کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔مغربی اسکالرز میں سے فرائیڈ [2] (۱۸۶۵ـ۱۹۳۹)اور رسل [3] نے متعدد سوالات اٹھائے اور پردے کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

موجودہ دور میں بھی خاص طور پر اسلامی انقلاب اور اسلامی تحریکوں کے زور پکڑنے کے بعد تنقید کا یہ سلسلہ جاری ہے؛ بلکہ شدت اختیار کر گیا ہے؛ کیونکہ اسلامی انقلاب کے مخالفین بھی اس میدان میں سرگرم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں اور بیرون ملک سے نشر واشاعت کا بازار گرم کیا ہوا ہے؛ لہٰذا وہ بھی پردے کے نقادوں میں شامل ہیں۔ کئی ایسے مصنفین کا نام لیا جاسکتا ہے جنہوں نے پردے کے بارے میں دینی نقطہ نظر کو تنقید کا نشانہ بنایا ہوا ہے جیسے نوال السعداوی ۴؎ اور محمد سعید العشماوی ۵؎ وغیرہ۔ اس تحریر میں کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کے مسلمہ احکام میں سے ایک اہم حکم پردہ کو درپیش خطرات کی جانب اشارہ کریں اور مختلف زاویوں سے اس پر ہونے والے حملوں اور تنقید کا ایک منظم اور منطقی انداز میں جائزہ لیں۔

اس موضوع کو شروع کرنے سے پہلے ان مفروضوں اور اصولوں کا ترتیب وار ذکر ضروری ہے جو سب کے لیے قابل قبول ہیں تاکہ ہم تنقیدی نکات پر بحث کو مختصر انداز میں پیش کر سکیں۔

۱۔ انسان کئی قسم کی مادی اور معنوی ضروریات رکھتا ہے اور ان ضروریات کا مناسب طریقے سے پورا ہونا انسان کی سعادت اور کامیابی کا سبب بنتا ہے۔ اگر یہ ضروریات مناسب اور صحیح طریقے سے پوری نہ ہوں تو انسان بھی کمال اور سعادت کی جانب اطمینان سے قدم نہیں بڑھا پاتا۔

۲۔ زندگی گزارنے کے لیے جنسی خواہش ایک ضرورت ہے۔ یہ جنسی خواہش اور دوسری مادی خواہشیں انسانی زندگی کا محرک ہیں۔ اس لحاظ سے ان خواہشات کو زندگی کا منفی پہلو نہیں سمجھا جاسکتا؛ لیکن یہ بات جان لینا چاہیے کہ جنسی خواہش زندگی کے باقی محرکات میں سے ایک ہے اور اس محرک یا عامل کو زندگی کے دوسرے عوامل سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ تمام قوموں اور ملتوں کے نزدیک انسان کی کھلی چھٹی اور حیوان کی طرح آزادی کو اس کی اپنی شخصیت اور معاشرے کے لیے مضر اور قابل مذمت سمجھا جاتا ہے۔ تمام آسمانی ادیان نے اس بات پر خاص توجہ دی ہے حتیٰ کہ جو فلسفی مادی لذت کے رجحان کے قائل ہیں انہوں نے بھی اس حیوانی آزادی کو ٹھیک نہیں سمجھا۔ ایک فلسفی ''یانگ چو'' ۶؎ کے بارے میں، جو تین سے پانچ صدی قبل مسیح، لذت طلبی کا قائل تھا۔ لکھا گیا ہے:

''یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ یانگ چو اگرچہ حسی لذتوں کا قائل تھا لیکن مکمل آزادی اور حد سے بڑھنے کو انسان کے لیے تباہ کن سمجھتا تھا بلکہ اس کے خلاف مقابلے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا''

یہ نکتہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انسان کی فطرت حد سے زیادہ جنسی آزادی سے مطابقت نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رکھتی اوراس کو قابو میں رکھنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح دوسری خواہشوں کو قابو میں رکھنا ضروری ہے۔

۴۔ اسلامی شریعت میں اس انحراف سے بچنے کے لیے ایک طرف مرد اور عورت کو ایک دوسرے کی حدود اور پردے کا خیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے تو دوسری طرف شادی کی جانب ترغیب دلائی گئی ہے۔

۵۔ جس پردے یا ڈھانپنے کے بارے میں یہاں بات کی جا رہی ہے اس سے مراد عورت کو خانہ نشین یا چھپا کر رکھنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کھلی چھوٹ، جنسی آزادی اور خودنمائی (تبرج) ہے۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ جنسی میلان کے اظہار کی جگہ گھر کے اندر ہے نہ کہ باہر۔ جو چیز عورت اور مرد کو معاشرے میں کھلم کھلا جنسی اظہار کا موقع فراہم کرے اور دونوں کو ایک انسان کے بجائے متقابل جنس کے طور پر آمنے سامنے لائے، وہ مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ شہید مطہری فرماتے ہیں؛

''درحقیقت پردے یا حجاب کے بارے میں سوال یہ نہیں کہ کیا عورت معاشرے میں باپردہ ظاہر ہو یا بے پردہ؟ بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا مرد جب اور جس جگہ چاہے عورت سے سوائے زنا کے لذت حاصل کر سکتا ہے؟ پس اصل مسئلہ یا ان ضروریات کا گھر کے ماحول کے اندر جائز بیویوں کے ذریعے یا آزاد اور کھلم کھلا معاشرے میں ان ضروریات کو پورا کرنے کا ہے'' ۸۔ پردے کے مندرجہ بالا معنی کی دینی اصولوں اور بہت سارے اسلامی مفکرین نے تائید کی ہے۔

۶۔ ایک اور بات جس کی طرف اشارہ ضروری ہے وہ یہ سوال ہے کہ حیا اور پردے یا پاکدامنی اور پردے میں کیا فرق ہے؟ ظاہری طور پر ممکن ہے دونوں کا ایک ہی مفہوم سمجھا جائے لیکن اگر باریکی سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حیا اور پاکدامنی انسان کی اندرونی خصوصیت ہے جبکہ پردے کا تعلق خود کو ڈھانپنے کی کیفیت سے ہے۔ اس چیز کو ہم ظاہر و باطن، روح اور جسم یا صدف اور گوہر کے آپس میں فرق سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ دو حقیقتیں ہیں اور ان کے آپس میں تعلق کے بارے میں گہرائی سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال یا تو یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں یا اتفاقی طور پر آپس میں ملے ہیں یا پھر ہو سکتا ہے یہ دونوں (ظاہر و باطن یا صدف اور گوہر) میں سے ایک علامت ہو اور دوسرا اس علامت کی حقیقت ہو۔ ان میں ہر ایک نظریے کے بارے میں مختلف آراء ہیں اور کسی ایک کے بارے میں کوئی قطعی رائے نہیں دی جا سکتی۔ جو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بات واضح ہے وہ یہ ہے کہ ان (ظاہر و باطن یا صدف اور گوہر یا روح اور جسم) کو ایک نہیں سمجھا جا سکتا اور یہ بھی اتنی آسانی سے ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا آپس میں تعلق اور انحصار کس قدر ہے۔ جی ہاں! اگر شریعت یہ حکم دے کہ پاکدامنی اس وقت حاصل ہوگی جب پردے ایک خاص شکل میں ہو تو پھر مزید بحث کی گنجائش نہیں رہتی لیکن اگر شرعی حکم سے ہٹ کر حقیقت کو حاصل کرنے کے لحاظ سے اس موضوع پر نگاہ ڈالی جائے تو اتنی آسانی سے ان دونوں کے لازم و ملزوم ہونے کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

بعض افراد اس دورخی کو عیاں کرنے کی غرض سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ دیہاتی خواتین یا وہ عورتیں جو کھیتوں میں کام کرتی ہیں ان کے اندر حیا اور پاکدامنی موجود ہوتی ہے ۹؛ لیکن ان کا پردہ کامل نہیں ہوتا۔ پھر اسی بات کو دوسرے مسلمان ممالک کی خواتین اور غیر مسلم عورتوں کے بارے میں دہراتے ہیں۔ ہماری اس تحریر میں جس بات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے وہ پردہ ہے نہ کہ پاکدامنی؛ کیونکہ بہت کم لوگ حیا اور پاکدامنی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں؛ بلکہ پردے پر تنقید کرنے والے بھی حیا اور پاکدامنی کی حمایت کرتے ہیں۔

۷۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ سوائے چند فقہاء کے اکثر فقہاء و مجتہدین کے نزدیک پردہ اسلام کے مسلمہ حقائق میں سے ہے۔ انفرادی اور اجتماعی نظام زندگی پردے کو قبول کرتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ ایک فطری عمل ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک ناپسندیدہ کام کو انسانی زندگی پر ٹھونس دیا جائے اور غیر انسانی جذبے کے تحت اسے پروان چڑھایا گیا ہو۔

۸۔ جن چیزوں کو پردے کے عنوان سے اسلامی شریعت کے ساتھ منسوب کیا جا سکتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

الف) عورتیں اپنے جسم کو سوائے چہرے اور دو ہاتھوں کے اجنبی مردوں سے چھپائیں۔

ب) لباس کے رنگ، ماڈل یا حالت کے بارے میں کوئی خصوصی حکم نہیں دیا گیا لیکن لباس کا انتخاب اس طرح ہونا چاہیے کہ جسم کے خدوخال کو عیاں نہ ہونے دے اور اجنبی مردوں کے سامنے عورت کا وقار اور شخصیت بھی مجروح نہ ہو۔

ج) مرد اور عورت کا معاشرتی رابطے کے طور پر ملنا اس وقت تک حرام نہیں جب تک جنسی کشش کا مسئلہ پیش نہ آئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

د) مرد اور عورت کی آپس میں گفتگو حتیٰ کہ عورت کی آواز سننا بھی ایک دوسرے سے ملنے کے زمرے میں آتا ہے۔

ہ) مندرجہ بالا امور میں احتیاط کرنا ایک پسندیدہ اور نیک عمل ہے۔

مندرجہ بالا نکات کو بیان کرنے کے بعد اسلامی پردے سے متعلق کئی اعتراضات پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔اس تحریر میں کوشش کی گئی ہے کہ ان اعتراضات کو اکٹھا کر کے ان کا جائزہ لیا جائے۔

پردے کے بارے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کی دو بڑی قسمیں ہیں۔پہلی قسم کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ جس پردے کا موجودہ دور میں حکم دیا جاتا ہے یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے بلکہ یہ سب دین کے نام پر کیا جاتا ہے۔

دوسری قسم کے اعتراضات میں پردے کو شرعی حکم مانتے ہوئے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور نتیجے کے طور پر پردے کے منطقی اور قابل قبول ہونے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔اس قسم کے اعتراضات میں چند نفسیاتی اور معاشرتی علوم کا سہارا لیا جاتا ہے۔لہذا پردے پر ہونے والے تمام اعتراضات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ پردے کے شرعی حکم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اعتراضات

۲۔ اسلامی پردے کے بارے میں اعتراضات

پہلے حصے میں چھ قسم کے اعتراضات کو لایا گیا ہے جبکہ دوسرے حصے میں نو قسم کے اعتراضات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اسطرح مجموعی طور پر پندرہ قسم کے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پہلا باب

پردے کے اسلامی حکم ہونے کے بارے میں اعتراضات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۔ پردہ واجب نہیں

اس بارے میں ایک اہم اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ پردے کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں ہے اور اسلام نے پردے پر زور نہیں دیا ہے۔اس سلسلے میں زیادہ بہتر ہے کہ محمد سعید العشماوی کی تحریر [۱۰] کو زیر غور لایا جائے جس پر الازہر یونیورسٹی کے اساتذہ نے بھی تنقید کی ہے۔محمد سعید العشماوی کا کہنا ہے کہ"...امـــا حــکم الدائم فهو الاحتشام و عدم التبرج... "یعنی حقیقی طور پر حکم یہی ہے کہ عورت کا وقار محفوظ رہے نیز عورتیں غیر محرموں یا اجنبی مردوں کے لیے بناؤ سنگھار اور خودنمائی نہ کریں اس کے علاوہ شریعت کا جو حکم بھی ہے وہ عارضی ہے۔آجکل کے دور میں پردے کا مسئلہ دین اور ثقافت کا غلط امتزاج بن چکا ہے کیونکہ لباس اور ڈھانپنا عرفی یا عوامی کاموں میں سے ہے اور دینی عبادات و واجبات کا حصہ نہیں ہے۔" العشماوی نے تین آیات اور دو حدیثیں بیان کی ہیں جو پردے کا دفاع کرنے والے افراد پیش کرتے ہیں۔العشماوی نے ان آیات اور احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ خبر واحد ہونے کی بنا پر پردے سے متعلق احادیث کو قبول نہیں کیا جاسکتا [۱۱] اور آیات کے بارے میں مندرجہ ذیل گفتگو کی ہے:

۱۔ آیت حجاب

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں آیا ہے:

" يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ...."

"اے ایمان والو!... جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے کچھ پوچھنا چاہو تو ان کے سامنے نہ آؤ بلکہ پردے کے پیچھے سے یہ کام انجام دو..."

اس آیت کریمہ میں خداوند مؤمنین سے کہہ رہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے پردے کے پیچھے سے بات کرو۔العشماوی کے نزدیک یہ حکم صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں سے مختص ہے اور باقی ساری مسلمان عورتیں اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔۱۲

۲۔آیت خمار (مقنعہ)

سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَات.... وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ....."

"مسلمان عورتوں سے کہہ دو... اور اپنے سینے اور دونوں کاندھوں کو مقنعہ کے ذریعے ڈھانپے رکھیں"۔۱۳

آیت میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے اوڑھنیوں (خمار) کو پیچھے کی طرف نہ لٹکائیں بلکہ اس سے گردن اور سینے کا اوپر والا حصہ ڈھانپیں۔مصنف اس آیت کی وضاحت میں کہتے ہیں؛

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عورتیں سروں پر اس طرح کپڑا اڈالتیں کہ کپڑے کی دونوں اطراف پیچھے کی طرف لٹک جایا کرتی تھیں جس سے سینے اور گردن کا اوپر والا حصہ عیاں ہو جاتا تھا۔چنانچہ مؤمن عورتوں کو غیر مؤمن عورتوں سے الگ ظاہر کرنے کے لیے خداوند نے حکم دیا کہ مؤمن عورتیں جو کپڑا سر پر ڈالتی ہیں اسے جسم کے اگلے حصے پر ڈال دیں تا کہ ان کا پردہ باقی عورتوں سے ممتاز نظر آئے۔لہذا یہ حکم تمام زمانوں کے لیے نہیں بلکہ صرف اس زمانے سے مختص ہے جب مسلمان عورتوں کے پردے کو الگ ظاہر کرنے کی ضرورت تھی"۔

۳۔آیت جلباب

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں ارشاد خداوندی ہے:

"يَـاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَايُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا".

"اے پیغمبر: اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کو اپنے جسم پر لپیٹ کر رکھیں اور یہ کام ان کے لیے اس بہتر ہے کہ باعفت پہچانی جائیں تا کہ (ہوس رانوں کی طرف سے) ان کو تکلیف نہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پہنچے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے"۔

العشماوی اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں: "اس آیت میں خداوند پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ وہ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمن عورتوں کو حکم دیں کہ جلباب (ایسا کپڑا جو تمام بدن کو ڈھانپ لے) اپنے اوپر لے لیں تاکہ پہچانی نہ جائیں اور اذیت و آزار نہ دی جائیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ آیت کہہ رہی ہے کہ مؤمن اور آزاد عورتیں اس قسم کے پردے کا استعمال کریں کہ کنیزوں سے ان کا فرق واضح ہو جائے، اس آیت میں پردے کی اصل وجہ آیت کا جملہ" **ذَلِکَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلاَيُؤْذَيْن** " ہے۔ موجودہ دور میں چونکہ غلامی والا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لہذا یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا ہے"۔ ۱۴

العشماوی کا یہ نظریہ علمی بنیادوں پر استوار نہیں ہے اور دوسری طرف پردے کے شرعی حکم ہونے کے بارے میں اتنی کثرت سے دلائل موجود ہیں کہ پردے کے بارے میں ذرہ برابر شک پیدا نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے محمد سعید العشماوی نے جن آیات کا تذکرہ کیا ہے ان پر گفتگو کرتے ہیں اس کے بعد دلائل کی طرف آتے ہیں۔ سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں مؤمنوں کو حکم دیا گیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے پردے کے پیچھے سے گفتگو کریں۔ اسکے بعد اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ: "**ذَلِكُم اَطهَرُ لِقُلُوبِكُم وَقُلُوبِهِن**" یہ عمل تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے قریب ہے" یہ قاعدہ اور علت سب کے لیے عام ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے مختص نہیں ہے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے خداوند تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے تو دل کی طہارت اور پاکیزگی کا تقاضا کیا ہے لیکن باقی عورتوں سے اس طرح کا کوئی تقاضا نہیں کیا؟ آیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نفس کی طہارت اور پاکیزگی اس دور کے مردوں اور عورتوں کی لیے تھی لیکن آجکل اس کی ضرورت نہیں ہے؟ اس رو سے یہ حکم عام اور مطلق ہے ۱۵ البتہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے زیادہ تاکید ہے۔

اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ عورت کا پردے کے پیچھے سے بات کرنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ انہیں گھر میں بند کر دیا جائے اور یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ پردے سے مراد صرف لباس کی خاص قسم نہیں ہے بلکہ یہاں گھریلو رہن سہن کا طریقہ بیان کیا گیا ہے تاکہ مرد عورتوں والی جگہ میں داخل نہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہوں اور اگر ان سے کوئی کام ہو بھی تو دیوار کے پیچھے سے کہیں۔۱۶ دوسرے الفاظ میں جس جگہ عورتیں موجود ہوں اور ان کے جسم پر باقاعدہ پردہ موجود نہ ہو تو اچانک وہاں داخل نہیں ہونا چاہیے بلکہ دیوار یا دروازے کے پیچھے سے ان سے رابطہ قائم کرنا چاہیے۔ جی ہاں! اگر وہ باقاعدہ پردے اور لباس کے ساتھ اس جگہ سے باہر نکلیں تو کوئی ممانعت نہیں ہے لہذا اصحاب رسول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے مسائل بھی پوچھتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج کو جنگوں میں اپنے ساتھ بھی لے جاتے تھے۔ اسی طرح دیگر واقعات بھی ہیں۔ لہذا یہاں واضح ہے کہ پردے کے پیچھے سے مسائل پوچھنے سے کیا مراد ہے۔ آیت خمار (سورۂ نور، آیت ۳۱) کے بارے میں اعتراض یہ ہے کہ اس آیت میں خداوند نے مؤمن اور غیر مؤمن عورتوں کے درمیان فرق بیان کیا ہے اور یہ مختلف ادوار میں بدلتا رہا ہے اور مستقل نہیں ہے۔

جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آغاز میں یہ آیت عورتوں کو حکم دے رہی ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، پاکدامن رہیں، اپنی کھلی زینتوں کو چھپائیں اور خمار (مقنعہ) کو گردن اور سینے کے اوپر والے حصے پر ڈال دیں جیسا کہ اسی طرح کا حکم مردوں کو بھی دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور پاکدامنی اختیار کریں۔ اس سیاق کے ساتھ آیت کا مطلب معاشرے یا عرف کو متوازن کرنا نہیں ہے بلکہ مردوں اور عورتوں کو پاکدامنی اور نفس کو قابو رکھنے کا حکم ہے۔ البتہ عورتوں دو مخصوص قسم کے حکم بھی دیئے گئے ہیں ایک پوشیدہ زینتوں کو ڈھانپنا اور دوسرا مقنعہ سر پر ڈالنا۔

آیت جلباب (سورۂ احزاب، آیت ۵۹) کے بارے میں عشماوی کا عقیدہ ہے کہ یہ آیت ا؟ زاد عورتوں اور کنیزوں کے درمیان فرق کو واضح کرنا چاہتی ہے اور آج کے دور میں غلامی ختم ہو چکی ہے لہذا یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں وہ آیت کی علت کو ثبوت کے طور پر لاتے ہیں۔ حق یہ ہے اس آیت کی ایک اور تفسیر بھی ہے جو قرآنی اصول سے مطابقت رکھتی ہے؛ ۱۷ کیونکہ مذکورہ تفسیر کے مطابق آزاد عورتیں اپنے آپ کو ڈھانپیں تاکہ ان کو تکلیف اور اذیت نہ پہنچے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کنیزوں کو اذیت پہنچے تو کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اذیت اور آزار کنیز اور آزاد دونوں کے لیے ناروا ہے اور دونوں کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس آیت کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ پیغمبر کی ازواج اور مؤمن عورتیں اپنے آپ کو ڈھانپے رکھیں، اس طریقے سے پاکدامن اور شریف جانی جائیں تا کہ جن کے دل مریض ہیں وہ ان کے بارے میں کوئی غلط خیال ذہن میں نہ لائیں۔ بنابرایں یہاں پر ایک کلی قاعدہ بیان ہوا ہے کہ مسلمان عورت اس طرح آمد ورفت کرے کہ اس کے اندر وقار اور پاکدامنی کی علامتیں صاف ظاہر ہوں۔ یہیں پر پردے کی ضرورت آشکار ہوتی ہے۔

یہاں تک ہم نے عشماوی کی طرف سے ان آیات کی ہونے والی غلط تفسیر کا جواب پیش کیا لیکن یہ کہنا ضروری ہے کہ ان آیات کے علاوہ دوسری آیات بھی پردے کے بارے میں دلیل کے طور پر موجود ہیں۔

۱۔ سورۂ نور کی آیت نمبر ۶۰ جہاں بوڑھی عورتوں کو باقاعدہ پردے سے مستثنٰی کیا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

''وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ... "

''عمر رسیدہ عورتیں جن کے لیے ولادت اور ماہواری کی عادت کا وقت گزر چکا ہے اور شادی کی امید بھی ختم ہو چکی ہے، ان کے لیے (باقاعدہ پردہ کرنے میں) کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ زینت نہ کریں اور اپنے آپ کو نمایاں نہ کریں تو (باقاعدہ) پردے کو ہٹا سکتی ہیں اگر چہ اس کام سے بھی پرہیز کریں تو ان کے لیے بہتر ہے''۔

اگر پردہ ایک دینی فریضہ نہ ہوتا تو عمر رسیدہ عورتوں کو مستثنٰی کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔ مستثنٰی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسری عورتیں اپنے آپ کو ڈھانپیں اور ان عمر رسیدہ خواتین کے لیے باقاعدہ پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ ان کے لیے بھی خود کو ڈھانپ کر رکھنا بہتر ہے۔

۲۔ آیت خمار (مقنعہ) میں سوائے آیت کے اس حصے کے کہ جس کی العشماوی نے تفسیر کی ہے باقی حصہ پردے کے حق میں دلیل کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جیسا کہ '' وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِن ''اور وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں تا کہ ان کے پوشیدہ اور مخفی زیور ظاہر نہ ہوں'' کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ عورت پر لازمی نہیں لیکن وہ اس طرح چلے کہ اس کی چھپی ہوئی زینت آشکار نہ ہو؟ اس آیت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے بدرجہ اولیٰ پردے کے لازمی ہونے کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصل پردے سے متعلق قرآنی دلیل کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ سر اور گردن، سینے کے اوپر والے حصے اور مخفی زینتوں کو چھپانے کا واجب ہونا بھی آیات سے ثابت شدہ ہے البتہ شاید چہرے، دو ہاتھ، دو پاؤں اور ٹھوڑی کو ڈھانپنے کا حکم قرآنی آیات سے واضح طور پر اخذ نہ کیا جا سکے لہذا اس کے لیے احادیث سے مدد لینا ضروری ہے لیکن مصنف کی یہ بات درست نہیں ہے کہ "صرف دو حدیثیں ہیں جو پردے پر دلالت کرتی ہیں اور وہ بھی خبر واحد ہیں جو حجیت نہیں رکھتی۔''

پردے کے لازمی ہونے کے بارے میں حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں بہت زیادہ روایات ہیں اور ان میں اس لحاظ سے کوئی نقص نہیں ہے۔ یہاں ان احادیث کی فہرست کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ ایسی احادیث جو پردے سے متعلق آیات کے نازل ہونے والے زمانے اور کیفیت کو بیان کرتی ہیں۔۱۸

۲۔ ایسی روایات جو بے پردہ عورتوں کو اہل جہنم کے طور پر متعارف کرواتی ہیں۔۱۹

۳۔ ایسی روایات جو پردہ واجب ہونے کے وقت کو ماہواری شروع ہونے کا زمانہ قرار دیتی ہیں۔۲۰

۴۔ ایسی روایات جو حج اور احرام کے وقت عورتوں کے پردے کی کیفیت کو بیان کرتی ہیں۔۲۱

۵۔ ایسی روایات جن میں عورت کی طرف شادی کی نیت سے دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔۲۲

۶۔ ایسی روایات جو مردوں کو عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کرتی ہیں۔۲۳

ان عناوین میں سے ہر ایک عنوان پر متعدد احادیث منقول ہیں۔ احادیث کی یہ کثرت دیکھ کر اطمینان اور یقین ہو جاتا ہے کہ یہ احادیث معصوم ہی سے منقول ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی ایسے عناوین ہیں جو پردے کے موضوع پر دلیل کے طور پر موجود ہیں۔ مندرجہ بالا فہرست صرف نمونے کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ آیات اور روایات کے علاوہ تمام اسلامی فرقوں کے تمام فقہاء پردے کے واجب ہونے پر متفق ہیں اگرچہ اس کی جزئیات میں اختلاف نظر موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ غلط فہمی کہ پردہ ایک شرعی حکم نہیں ہے نہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن کی آیات سے مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی احادیث اور قطعی روایات اس کی تائید کرتی ہیں اور نہ ہی علماء اور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے۔

۲۔ پردہ ازواج رسول سے مخصوص ہے

کہا جاتا ہے کہ جس پردے کا قرآن کی آیات میں ذکر ہوا ہے وہ صرف ازواج رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختص ہے اور دوسری مسلمان خواتین پر پردہ یا خود کو ڈھانپنا واجب نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں قاسم امین اور ان کے ہم فکر افراد کا کہنا ہے کہ پردے سے متعلق آیات میں صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو مخاطب کیا گیا ہے:

''یَـانِسَـاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ''. ۲۴ ''اے نبی کی ازواج! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو''۔ اور سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

''وَاِذَا سَـاَلْتُـمُـوھُنَّ مَتَاعًا فَاسألُوھُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَاب ''. اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے کچھ پوچھنا ہو تو پردے کے پیچھے سے پوچھو''۔ ۲۵

اس بات کو امین قاسم اور ان کے ہمفکر افراد نے پیش کیا ہے۔ ۲۶ اس بات کا جواب پچھلی گفتگو میں واضح کیا جا چکا ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ آیات سب کے لیے عام ہیں اور صرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج سے مخصوص نہیں ہیں جیسا کہ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ اور سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ اور ایسی آیات جن میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے اور ان آیات کا اختتام عام ہے:

ذَلِکُم اَطھَرُ لِقُلُوبِکُم وَقُلُوبِھِنَّ... ۲۷

قرآنی آیات کے علاوہ بہت ساری متواتر روایات بھی پردے کے لازمی ہونے کی دلیل ہیں اور فقہاء کا بھی شروع سے اس مسئلے پر اجماع رہا ہے۔ کیا ان تمام دلائل کے باوجود کہا جا سکتا کہ پردہ صرف ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختص ہے؟ اس طرح کا گمان نہ صرف علمی سند سے عاری ہے بلکہ قطعی دلائل سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۳۔ پردہ ایک غیر اسلامی عادت

کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ پردہ دوسری امتوں سے مسلمانوں میں داخل ہوا ہے۔قاسم امین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ " پردہ ایک ایسی عادت ہے جو دوسری قوموں سے میل جول کے نتیجے میں مسلمانوں کے اندر داخل ہوا ہے۔ملسمانوں نے اس عمل کو اچھا سمجھ کر اس پر دین کا لبادہ ڈال دیا جیسا کہ دوسری تباہ کن عادات مسلمانوں میں راسخ ہو چکی ہیں اور دین ان سے بیزار ہے"۔۲۸

ڈاکٹر محمد سعید العشماوی کہتے ہیں:" دینی افکار کے عام ثقافت سے ملاپ کی واضح مثال پردے کا مسئلہ ہے۔اس بارے دینی نصیحتوں کو معاشرتی حقائق سے جوڑ دیا گیا ہے۔اب اس بارے میں متضاد آراء پائی جاتی ہیں،بعض اس کو واجب تصور کرتے ہیں اور بعض اس کو ایک سیاسی شعار کے طور پر پیش کرتے ہیں"۔۲۹

ویل ڈورینٹ کا خیال ہے کہ پردہ ایرانیوں کے ذریعے مسلمانوں تک پہنچا ہے:" عرب کا ایران سے رابطہ اسلام کی عملداری میں پردے یا حجاب کے رواج کا باعث بنا"..۳۰

نہرو نے بھی دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے اسی سوچ کی تائید کی ہے اور افسوس کا اظہار کیا ہے کہ یہ عادت ہندوستان میں بھی سرایت کر گئی ہے:"افسوس کی بات ہے کہ یہ ناپسندیدہ رسم آہستہ آہستہ اسلامی معاشرے کی خصوصیات میں سے قرار پائی اور جب مسلمان یہاں آئے تو ہندوستانیوں نے بھی اسے اپنا لیا"۔۳۱

اس کے جواب میں یہ کہنا چاہیے کہ تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے کئی سال بعد ہجرت کے سولہویں سال دوسرے خلیفہ کے زمانے میں ایران کی فتح کے بعد عربوں اور ایرانیوں کا آپس میں رابطہ قائم ہوا؛لیکن پردے سے متعلق جو آیات قرآن میں نازل ہوئیں اور اس سلسلے میں جو احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں وہ سب اس پر مقدم ہیں کیونکہ پردے سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

متعلق آیات ہجرت کے پانچویں سال میں نازل ہوئیں۔ ۳۲؎ گذشتہ صفحات میں ان آیات اور احادیث کی طرف اشارہ کیا گیا۔اسی طرح عورتوں کے پردے کے بارے میں دوسرے خلیفہ کی سخت گیری اس بات کا ثبوت ہے یہ چیز باہر سے مسلمانوں میں داخل نہیں ہوئی۔

اس بات سے کہ دوسری امتوں میں پردے کا واجب ہونا اور ان کا تقریباً اسی طرح پردے کا پابند ہونا جس طرح اسلام کی تعلیمات ہیں یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس دینی طرز عمل کی انسان کے وجود اور فطرت میں جڑیں ہیں۔اگلی بحثوں میں ہم اس پر مزید گفتگو کریں گے۔

تمام انسانی معاشرے کم وبیش اپنے اپنے طور طریقے اور سلیقے کے اختلاف کے ساتھ پردے کا خیال رکھتے تھے۔

۴۔ پردہ ایک سیاسی نعرہ

بعض دانشوروں کا خیال ہے پردہ ایک سیاسی نعرہ ہے جس کو بعض جنگجو گروہوں نے منتخب کیا ہے۔ اس نعرے کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورتوں کے پردے کے بارے میں موجودہ حکمرانوں کی مشکوک تاکید نہ صرف مذہبی عقیدے کا حصہ نہیں ہے بلکہ موجودہ دور میں یہ ایک ایسی علامت ہے جسے خاص بنیادوں کو بچانے کے لیے سیاسی آلے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔۳۳؎

محمد سعید عشماوی کا بھی یہی خیال ہے۔وہ کہتے ہیں: ''یہ عقیدہ دو پہلوؤں کا حامل ہے، ایک یہ کہ پردہ ایک اسلامی عمل نہیں ہے دوسرا یہ کہ بعض سیاسی گروہوں کا نعرہ بن چکا ہے''۔

مندرجہ بالا سوچ کے پہلے حصے کا جواب گزشتہ بحث میں تفصیلی طور پر دیا جا چکا ہے اور اس عقیدے کے باطل ہونے کو ثابت کیا جا چکا ہے؛ لہذا اگر پردہ دینی بنیادیں رکھتا ہے اور دین نے اس پر زور دیا ہے تو دوسرا حصہ بھی خود بخود حل ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ اگر پردہ ایک دینی عمل ہے تو اس میں کیا ہرج ہے کہ ایک سیاسی نعرہ بنے؟ اس عمل کا باقی دینی اعمال جیسے حج، نماز جماعت، نماز جمعہ اور دیگر آداب و رسوم مثلاً لباس میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کفار سے مشابہت نہ ہونا وغیرہ کی طرح خیال رکھا گیا ہے۔اس سلسلے میں علامہ سید محمد حسین فضل اللہ کے الفاظ بہترین جواب کی حیثیت رکھتے ہیں۔وہ اس سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

''قدرتی طور پر جب بھی سیاسی جنگ شروع ہوتو ایک محاذ سے اٹھائے جانے والے سخت اقدامات دوسرے محاذ کے لیے خطرے کی علامت ہوتے ہیں۔اس رو سے فرانس جیسی بڑی حکومت جو ظاہراً آزادی کی حامی ہے سکولوں میں پردے کی مخالفت کرتی ہے کیونکہ وہ اسلامی اقدار کے فروغ کو مغرب میں اپنے مفادات کے سامنے ایک خطرہ تصور کرتی ہے''۔[۳۴]

۵۔خداوند اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ...

بعض لوگ سوچتے ہیں کہ ساری کائنات خداوند عظیم کی ملکیت ہے وہ اپنے بندوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔کبھی بھی کسی عورت کو چند بالوں کے ظاہر کرنے پر جہنم نہیں بھیجے گا۔اس بظاہر سادہ سی بات سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔اس طرح کی سختی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے بلکہ دوسروں نے خدا کے دین کو سخت کر دیا ہے اور لوگوں کے لیے زندگی کٹھن کر دی ہے۔اس غلط سوچ کا جواب دینا زیادہ دشوار نہیں ہے کیونکہ اس طرح کی بات تمام دینی احکام کے بارے میں کی جا سکتی ہے۔یعنی یہ کہا جا سکتا ہے خدا کسی شخص کو چند رکعت نماز کے ترک کرنے یا چند دن روزہ نہ رکھنے پر جہنم نہیں بھیجتا۔اس بات کا قدرتی نتیجہ بعض اعمال کو مباح سمجھنے کی صورت میں نکلتا ہے۔جواب میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کیا قرآن کتاب الٰہی اور کلام خدا نہیں ہے؟ کیا خدا کی ان باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے جو اس نے پیغام کی صورت میں انسان کی طرف بھیجا ہے؟ کیا خدا نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کے بارے میں خبردار کیا ہے وہ قابل اعتنا نہیں ہیں؟ اگر ہم قرآن کے منکر ہو جائیں تو پھر اس صورت میں بحث کا انداز کچھ اور ہوگا۔

دوسری طرف اگر خدائے رحیم کسی عورت کو چند بال دکھانے پر جہنم نہ بھیجے تو کیا اس عورت پر لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے مولا کی مرضی کا احترام کرے؟ وہ انسان کہ جس کا سب کچھ پروردگار کی جانب سے ہے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسے عقل یہ کہتی ہے کہ خالق کے فرمودات اور احکام کا لحاظ رکھے اور جس حد تک ممکن ہو ان کا پابند رہے۔

۶۔ پردہ جنسی تنگ نظری کا نتیجہ

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پردے کے بارے میں قوانین اور اخلاقی احکام کا ایک حصہ مذہبی حکمرانوں کی تنگ نظری سے وجود میں آیا ہے۔ایران مخالف ایک تجزیہ نگار تحریر کیا ہے:

''وائے ہو اس دن پر کہ جس دن تنگ نظری کسی ملک کے اخلاقی قوانین کا حصہ بنے، آج ہم ایران میں اسی طرح کی غیر معمولی صورت حال سے دوچار ہیں''۔ ۳۵؎

یہ لوگ اس نظریے کی حمایت کی خاطر تحریف شدہ افکار کا سہارا لیتے ہیں۔ جو کچھ دینی ذرائع کی مدد سے سامنے لایا گیا ہے اس کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دعویٰ محض پروپیگنڈا ہے کیونکہ اگر ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے آئین میں کچھ امور پر تاکید کی گئی ہے تو اس آئین کے ماننے والے جس محرک کے تحت بھی ان امور کو انجام دیں، ان امور کے دینی اور الٰہی ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بالفرض اگر کچھ لوگوں میں جنسی تنگ نظری ہو بھی تو اس سے پہلے ہی دین اپنے ماننے والوں سے پردے کی پابندی کا تقاضا کر چکا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی تنگ نظری اس حکم کے اسلامی ہونے پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔

دوسری طرف کیسے ممکن ہے کہ ایک عدد نمونہ سامنے رکھ کر ایک مستقل قاعدہ کلیہ بنا لیا جائے؟ آیا یہ ایک علمی طریقہ ہے؟ کیا عقلاء اپنی رائے کو ثابت کرنے کے لیے اسی طریقہ کار کو اپناتے ہیں؟ مزید یہ کہ ان کی بات سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں جو بیرون ملک میں گھڑی گئی ہے اور وہیں پر ہو سکتا ہے ان کی بات کسی حد تک اثر رکھتی ہو۔ حاصل کلام یہ کہ یہ دعویٰ، اس کی دلیل اور اس کا نتیجہ سب بے بنیاد ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دوسرا باب

اسلامی پردے کے بارے میں اعتراضات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ا۔حجاب ایک غیر منطقی عمل

کہا جاتا ہے کہ حجاب کی کوئی منطقی دلیل موجود نہیں ہے اور اسکی بنیاد صرف انسان کی جہالت اور ظلم ہے۔اس حوالے سے اسلامی حجاب کے مختلف اسباب اور عوامل ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے ہم بعض کو بیان کریں گے۔

ا۔مردانہ حاکمیت:

اسلامی حجاب پر اعتراض کرنے والے کچھ افراد کا کہنا ہے کہ خاتون کا خود کو ڈھانپنا، مردانہ برتری پر مبنی سوچ کا نتیجہ ہے:

''کشف حجاب'' کے واقعے سے پہلے اور بعد میں چادر اور حجاب کا مسئلہ جنسیتی سیاست کے ہاتھ میں ایک آلہ کے طور پر تھا۔جیسا کہ جنسیتی امور کا سیاسی ہونا ایک پوشیدہ اور بظاہر غیر سیاسی امر ہے اسی طرح کشف حجاب سے پہلے چادر اور حجاب کا سیاسی رول ڈھکا چھپا اور پوشیدہ تھا۔

چادر اور حجاب درحقیقت جنسیتی روابط کی حفاظت اور مردانہ حاکمیت کی منطق کو مضبوط کرنے کا ایک وسیلہ تھا۔ایسی منطق جو عورت کو ایک کمزور اور بے سہارا مخلوق کے علاوہ اسکے جنسی پہلوؤں کے ظاہر ہونے کو فتنہ و فساد، شہوت پرستی اور گھٹیا پن کی علامت سمجھتی ہے اور اسکی طرف جھکاؤ اور کشش کو مرد کے تقوی، پرہیزگاری اور معنویت سے دور ہونے کا سبب جانتی ہے۔

چین میں خواتین کو دیگر حیوانات کی طرح زنجیر سے باندھنے کی متروکہ رسم کی مانند ایران میں چادر یا حجاب بھی مردانہ برتری پر مبنی تفکر کے ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے جو درحقیقت مرد اور عورت کی طبقاتی تقسیم کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

محفوظ بنانے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ ۳۶

۲۔ صوفیانہ تفکر:

صوفیانہ ریاضت اور رہبانیت خواتین کے حجاب اور مرد و زن کے درمیان دوری کا عامل ہے تا کہ انسان کی سب سے بڑی خوشی کا ذریعہ یعنی جنسی لذت کو ختم کیا جاسکے۔

۳۔ عدم تحفظ:

ظلم اور بے عدالتی کے مقابلے میں خواتین کو درپیش عدم تحفظ کا احساس حجاب کا سبب ہے۔

۴۔ معاشی مفادات:

مرد نے عورت سے فائدہ اٹھانے اور اقتصادی مفادات حاصل کرنے کیلئے اسے خانہ نشین کر دیا۔ ایک دانشور اس بارے میں لکھتے ہیں:

''مرد عورت کو ایک ایسا وسیلہ سمجھتے تھے جسکا کام صرف گھر کے کام کرنا اور بچے پالنا تھا۔ جب ایک خاتون گھر سے باہر جانا چاہتی تھی تو اس کو سر سے پاوں تک ڈھانپ دیتے تھے''۔ ۳۷

۵۔ حسد:

مردوں کا حسد عورتوں کے حجاب اور پردے کا سبب ہے۔ مرد ایک عورت کو اپنے ساتھ مخصوص کرنے کیلئے اور دوسروں کو اس سے فائدہ اٹھانے سے روکنے کیلئے اس کو پردہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

۶۔ خواتین کے مخصوص مسائل:

خواتین کی ماہانہ عادت ان میں احساس کمتری پیدا ہونے اور گوشہ نشینی کا سبب بنتی ہے۔ ۳۸

۷۔ شہید مطہری کا نظریہ

آیت اللہ شہید مطہری خواتین کے حجاب کا ایک اور سبب بیان فرماتے ہیں:

''ہماری رائے کے مطابق مرد اور عورت میں رکاوٹ اور پردے کے وجود میں آنے کے اسباب کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مرد کی صوفیانہ ریاضت، مرد کا عورت پر حکمرانی کرنے کا جذبہ، مرد کا حسد، معاشرتی ناامنی یا ماہانہ عادت میں تلاش نہیں کرنا چاہیے یا کم از کم ان چیزوں میں کم تر تلاش کرنا چاہیے۔ اس امر (پردہ) کا سبب اور اصلی وجہ خود عورت میں موجود ایک طبیعی ماہرانہ تدبیر میں جستجو کرنا چاہیے۔

کلی طور پر یہ بحث عورت کے جنسی اخلاق کی بنیادوں جیسا کہ حیا اور پاکدامنی کے بارے میں ہے۔ عورت کے اندر خود کو ڈھانپنے اور مرد سے چھپانے کی خواہش بھی اسی قسم کی ایک چیز ہے۔ اس کے بارے میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔

ان میں سے سب سے زیادہ صحیح اور دقیق نظریہ یہ ہے کہ حیا و عفت اور پردہ ایسی تدبیر ہے جو خود عورت اپنی قدر و قیمت کو بڑھانے اور مرد کے مقابلے میں اپنی حیثیت کو محفوظ بنانے کیلئے ایک الہام کے ذریعے استعمال کرتی ہے۔ عورت اپنی فطری ذہانت اور ایک خاص احساس کے ذریعے یہ سمجھ جاتی ہے کہ وہ جسمانی طاقت کے بل بوتے پر مرد سے برابری کرنے سے قاصر ہے اور اگر زندگی کے میدان میں مرد سے مقابلہ کرنا چاہے تو اسکے زور بازو پر غالب نہیں آسکتی۔ دوسری طرف مرد کی کمزوری کو اس کی اسی ضرورت میں دیکھتی ہے جس کو قدرت نے اس کے اندر رکھ دیا ہے۔ وہ ضرورت مرد کا عشق اور طلب کا مظہر ہونا اور عورت کا معشوقیت اور مطلوبیت کا مظہر ہونا ہے۔ عورت جب مرد کے مقابلے میں اپنی اہمیت اور منزلت کو سمجھ جاتی ہے اور اپنے حوالے سے مرد کی کمزوری کو بھانپ جاتی ہے تو جیسے اس کی قلبی توجہ حاصل کرنے کیلئے خود کو زیورات اور خوبصورتیوں سے آراستہ کرتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی جان لیتی ہے کہ مرد کی توجہ حاصل کرنے کا ایک راستہ خود کو اس کی دسترس سے دور رکھنا ہے۔ وہ جان لیتی ہے کہ خود کو مفت مرد کے حوالے نہ کرے بلکہ اسکے اندر اپنے عشق کی آگ کو مزید بھڑکا دے''۔۳۹

شہید مطہری ویل ڈورنٹ کے اقوال اور مولانا کے کچھ اشعار کو اپنے نظریے کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

ہم نے اس نظریے کو اس لئے شہید مطہری سے منسوب کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس نظریے پر تنقید نہیں کی اور اس کے بنیادی نقطے یعنی عورت کی معشوقیت اور مرد کے عاشق ہونے کو قبول کرتے ہوئے اپنی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دوسری تحریروں میں بھی پیش کیا ہےاوراس سے کچھ علمی نتائج بھی حاصل کئے ہیں۔ ۴۰؎

یہ نظریات اور آراء اپنی عمومیت پر دلیل نہ ہونے کے علاوہ دوسری تنقیدوں سے بھی روبرو ہیں۔مثلاً:

۱۔ان نظریات میں انسانی تاریخ کے دوران پردے کی انسانی بنیادوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور عورت اور مرد کو صرف ایک مردانہ اور زنانہ صنفی تنازعہ کے اندر محدود فرض کیا گیا ہےاور اس کے سارے کام اسی تناظر میں دیکھے گئے ہیں۔

۲۔خود کو ڈھانپنا صرف خواتین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے لہذا ان نظریات میں اکثر درست نہیں ہیں۔خود کو ڈھانپنے کی تاریخ صرف زنانہ نہیں ہے بلکہ اسکی تاریخ ایک انسانی تاریخ ہے؛لہذا اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم کیسے مرد میں حکمفرمائی کے جذبے،مرد کے حسد اور اس کی برتری جوئی کے بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں؟اوراس کو حجاب کا سبب قرار دے سکتے ہیں؟

۳۔حجاب اور پردے کا مختلف قوموں میں مختلف انداز سے موجود ہونا ثابت کرتا ہے کہ صوفیانہ ریاضت اور زہد پسندی پردے کے اسباب میں سے نہیں ہے۔

بحث کا خلاصہ یہ کہ حیااور عفت جیسی فطری خصوصیات کو حجاب کی پیدائش اوراس کے باقی رہنے میں نظرانداز کرتے ہوئے کچھ سطحی اسباب تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔اس کے علاوہ حیا اور عفت ایسی انسانی خصوصیات ہیں جو تاریخ سے ماوراء اور سب انسانوں کے لیے قابل قبول ہیں۔عظیم شخصیات اور تمام ادیان نے ان کی تاکید کی ہے۔اسلام میں بھی حیاوعفت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

یہی انسانی خصوصیات پردے کا اصلی سبب ہیں۔ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ انسان صرف سردی اور گرمی سے بچنے کیلئے خود کو ڈھانپتا ہے۔اسلامی شریعت میں بھی پردے کا دفاع،انہیں انسانی خصوصیات کے ذریعے کیا گیا ہے۔ایسے دلائل اور شواہد جو حجاب کو انسانی فطرت کا تقاضا قرار دیتے ہیں کم نہیں ہیں۔ہم ان میں سے کچھ کا ذکر یہاں کرتے ہیں۔

''لباس کی تاریخ'' نامی کتاب جس میں دنیا کے لباسوں کی ۵۰۰ سالہ تاریخ کے بارے میں بحث کی گئی ہے کے مصنف لکھتے ہیں:''لباس کا وجود میں آنا محض ایک حادثہ یا کسی خاص شخص کی خواہش پر مبنی نہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھا۔لباس مختلف قوموں کی سوچ اور ان کی مادی، معنوی اور قومی ضروریات کے پیش نظر معرض وجود میں آیا ہے اور انسانی تاریخ کو ظاہر کرنے والا آئینہ بن گیا۔۴۱؎

بعض تاریخی مجسموں، کتبوں، اور تصاویر کی روشنی میں یہ کہتے ہیں کہ لباس کی اصلی وجہ سردی اور گرمی نہیں تھی بلکہ اسکی اصلی وجہ حیا اور شرمگاہ چھپانا تھی۔۴۲؎

حقیقت یہ ہے کہ انسانی تاریخ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے اور بعد میں، مرد اور عورت کے لباس کو ظاہر کرتی ہے۔

''لباس کی تاریخ'' نامی کتاب ایک امریکی محقق نے ۱۹۵۰ء میں تحریر کی اور متعدد یونیورسٹیز میں پڑھائی جاتی ہے۔کتاب کے مصنف نے جس قوم کا بھی ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ان کے مکمل لباس کا ذکر بھی کیا ہے۔

اس کتاب میں مختلف قسم کے لباس کی تصاویر بھی دی گئی ہیں اور مصنف کے بقول یہ تصاویر اصلی ذرائع جیسے سکے، مجسمے، پینٹنگز، قالیچے اور پرانے زمانے کی تزئینی چیزوں سے حاصل کی گئی ہیں۔۴۳؎

کتاب مقدس (انجیل) سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں خواتین لباس کے علاوہ بدن کو چھپانے کیلئے برقعہ بھی پہنتی تھیں۔۴۴؎

یہی رسم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بھی رائج تھی۔اسحاق علیہ السلام کی منگیتر) رفقہ(نے جب پہلی بار انہیں دیکھا تو انہوں نے چہرے پر نقاب ڈال لیا۔۴۵؎

ایرانی خواتین ماد، ہخامنشیان، اشکانیان اور ساسانیان کے مختلف زمانوں میں خود کو ڈھانپتی تھیں۔ ماد کے زمانے میں خواتین کے لباس کے دو حصے تھے۔۴۶؎ ہخامنشی زمانے کے قالیچہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس دور میں خواتین سر پر ایک کپڑا اوڑھتی تھیں جو آج کل کی چادر کے مشابہ ہے۔۴۷؎

اشکانیان کے دور میں خواتین ایک قبا اوڑھتی تھیں جو زانو تک لمبی ہوتی تھی اور چہرے کو بھی نقاب سے چھپاتی تھیں۔۴۸؎

ساسانی دور کی خواتین بھی ایک بڑی چادر سر پر اوڑھتی تھیں جس کی لمبائی ٹخنوں تک ہوتی تھی۔اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زمانے کی ملنے والی چاندی کی پلیٹیں جن پر خواتین کی تصویریں بنی ہوئی تھیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان خواتین نے اپنے اوپر چادر لپیٹی ہوئی ہے۔۴۹

شاہنامہ میں بھی پرانے زمانے کی ایرانی خواتین کے پردے کے بارے میں اشعار ملتے ہیں۔

یہ تاریخی شواہد اس نظریہ کی تائید کرتے ہیں کہ حیا اور پاکدامنی بدن ڈھانپنے کی بنیادی وجوہات میں سے ایک ہیں۔ بدن ڈھانپنے کے تمام محرکات صرف سردی اور گرمی سے خود کو بچانا یا خوبصورت دکھائی دینا نہیں تھے۔ اگرچہ ان محرکات کو لباس کی نوعیت کے سلسلے میں رد نہیں کیا جا سکتا۔

ایک اور نکتہ جو ان شواہد سے حاصل کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مرد اور عورت میں حیا اور پاکدامنی کا خیال رکھنا ایک دوسرے سے مختلف رہا ہے۔ خواتین اور مردوں کے لباس میں ہمیشہ فرق رہا ہے اور خواتین کا لباس مردوں کی نسبت زیادہ مقدار میں رہا ہے۔ اگر صرف سردی اور گرمی کو لباس کے محرکات مان لیں تو یہ اختلافات قابل توجیہ نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ فقط خوبصورت ظاہر ہونے کی خواہش بھی ان اختلافات کی وضاحت نہیں کر سکتی۔

گذشتہ نصف صدی میں لباس میں جو تبدیلیاں خصوصاً صنعتی ممالک میں رونما ہوئیں، اس کی ایک خاص وجہ کچھ محققین نے یوں بیان کی ہے:

''دوسری جنگ عظیم جس نے تمدن کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا، کے آغاز سے ہی لباس میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ لباس جو اقتصادی توانائی، سیاسی طرز فکر، معاشرتی اور ثقافتی استعداد، مذہبی اور فلسفی اعتقادات اور روایتی اور رسمی پابندیوں کا مظہر ہے سرمایہ دارانہ نظام کے قبضے اور اثر ونفوذ میں چلا گیا۔ اس نظام میں لباس کو ایک نیا مقام حاصل ہوا۔ لباس ایک متاع کی صورت اختیار کر گیا اور دو طرح کی اہمیت کا حامل ہو گیا۔ دوسرے الفاظ میں انسانی ضروریات کو بھی پورا کرنے لگا اور خرید فروش کیلئے ایک متاع کی حیثیت کا حامل بھی ہو گیا۔ لہٰذا دوسری چیزوں کی طرح لباس سے بھی حداکثر منافع حاصل کرنے کی ٹھانی گئی۔ یہ مقصد اس وقت پورا ہو سکتا ہے جب لباس ایسے انداز میں نہ بنایا جائے جو ہر وقت کام آ سکے۔ دوسرا یہ کہ لباس ایک وسیع بازار یعنی خریداروں کی ایک بڑی تعداد کو اپنی جانب متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔۵۰

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۲۔حجاب یا عورت کا جنسی تشخص

کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ عورت کے بارے میں پردے کا مسئلہ پیش کرنے اور اس پر حد سے زیادہ تاکید کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت جنسی تشخص کے علاوہ کسی شخصیت کی حامل نہیں ہے۔ وہ اس وقت اپنا حقیقی تشخص حاصل کر سکتی ہے جب اپنے جنسی تشخص کو پردے کے ذریعے چھپالے۔ اس بارے میں مزید کہتے ہیں:

''کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ حکام کی طرف سے حد سے زیادہ پردے پر تاکید کرنا صرف مذہبی نظریات کی بدولت نہیں ہے بلکہ اس دور میں پردہ ایک علامت ہے جو دوسرے سیاسی امور کی طرح درج ذیل اہداف کیلئے استعمال کیا جاتا ہے:

''عورت اور اس کے تشخص کو سو فیصد جنسی تصور کرنا اور جنسیت اگر اس کی تمام شخصیت کو تشکیل نہیں دیتی تو کم از کم اس کی شخصیت کے باقی پہلوؤں پر غالب ہے؛ لہذا ہمیشہ اس میں فتنے، شیطانی وسوسے اور تقوی کے متزلزل ہونے کا خوف موجود ہے۔ لہذا عورت کو ڈھانپنا چاہیے اور مردوں کے پاس اس کے آنے کو روکنا چاہیے''۔۵۱

ممکن ہے یہ نظریہ، حجاب کے ان حامیوں کے کچھ بیانات کی غلط فہمی کا نتیجہ ہو جو کہتے ہیں:

''یونیورسٹی کی طالبات کو متوجہ رہنا چاہیے کہ اسلامی پردہ ایک ایسا مقدس فریضہ ہے جس کی اطاعت واجب ہونے کے علاوہ ایک مسلمان خاتون کی شخصیت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور اس کا اصلی تشخص، محافظ اور شیطانی وسوسوں کے مقابلے میں اس کی ڈھال بھی ہے''۔۵۲

کچھ دوسرے افراد کہتے ہیں:

''خواتین کا پردہ سر سے لے کر پاؤں تک انکے بدن کو پوری طرح ڈھانپنے کا باعث بننا چاہیے تا کہ اس کی شخصیت اور مقام کی حفاظت کرے اور اسکی خوبصورتی کو ظاہر نہ ہونے دے''۔۵۳

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس کے جواب میں کہنا چاہیے کہ "پہلی بات تو یہ ہے کہ حجاب کے بارے میں ایسی رائے اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ قرآن وسنت میں کہیں بھی اس نظر کے ساتھ پردے کی تاکید نہیں کی گئی ہے۔ حجاب صرف ایک فریضہ ہے اور ایک انسانی خصوصیت یعنی پاکدامنی کی علامت ہے۔ اس خصوصیت کے ساتھ ساتھ دوسرے انسانی فضائل مثلاً علم، دوسروں کی خیر خواہی، عدل وانصاف کی برپائی، خدا کی بندگی اور عبادت وغیرہ بھی ہیں جو مرد اور عورت کیلئے یکساں ہیں اور مرد اور عورت کی شخصیت ان سب کے ذریعے تشکیل پاتی ہے۔ اگر ایک خاتون مکمل حجاب رکھتی ہو لیکن علم اور معرفت سے بے بہرہ ہو یا دوسرے انسانوں سے خیانت کی مرتکب ہو یا حق اور حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے یا عدالت کے راستے سے منحرف ہو جائے یا خدا کی عبادت نہ کرے تو کیا اس نے اپنی مکمل انسانی شخصیت حاصل کر لی ہے؟۔ یقیناً ایسا نہیں ہے۔

قرآن کریم فرعون کی بیوی کی تعریف کرتا ہے کیونکہ انھوں نے فرعون کے محل اور ظلم وستم سے بیزاری کا اظہار کیا اور خدا سے بہشت میں گھر کی دعا کی۔

" وَضَرَبَ اللهُ مَثَلاً لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ" . ۵۴

"خدا مومنین کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتا ہے، جب اس نے کہا میرے پروردگار میرے لئے بہشت میں ایک گھر قرار دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم افراد سے نجات دے"۔

اسی طرح حضرت مریم کی تعریف فرماتا ہے کیونکہ وہ پاکدامن تھیں اور خدا کے دین کی تصدیق کرتی تھیں اور خدا کی فرمان بردار تھیں:

"وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ "۔ ۵۵

اور مریم عمران کی بیٹی کو جس نے اپنی حفاظت کی اور ہم نے اپنی روح سے اس میں پھونکا اور اس نے خدا کے کلمات اور کتاب کی تصدیق کی اور وہ فرمان برداروں میں سے تھی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن میں جس چیز کو بھی انسانی اور دینی فضیلت جانا گیا ہے جیسے جہاد، علم، ہجرت، ایمان میں سبقت، ایمان اور عمل صالح وغیرہ وہ مردوں اور خواتین کیلئے یکساں بیان کی گئی ہے۔ لہذا اگر کوئی پردے کو عورت کی تمام شخصیت سمجھے وہ غلطی پر ہے اور اس نے ایک فضیلت کو تمام دینی فضیلتوں کا جانشین قرار دے دیا ہے۔ البتہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پردہ نظرانداز کر دیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حجاب کو اسکا اپنا مقام دیا جائے۔ لہذا اس قسم کے شدت پسندانہ نظریات اس بات کا باعث نہیں بننے چاہئیں کہ ایک نظریہ مورد اعتراض قرار پائے یا اس کو نظرانداز کر دیا جائے۔

دوسرا یہ کہ کسی چیز کی تبلیغ اور اس کو رائج کرنے کے موقع پر لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کیلئے کسی حد تک مبالغہ آرائی سے کام لینا ایک جانا پہچانا کام ہے۔ مغربی ممالک اور خود اپنے ملک میں ہم دیکھتے ہیں کہ گھریلو صحت کی خاطر مسواک کرنے، سگریٹ استعمال نہ کرنے، لباس کا رنگ انتخاب کرنے وغیرہ کے بارے میں کس قدر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور کن الفاظ اور طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ آیا جب مسواک کی بات کی جاتی ہے اور اس کے بے شمار فائدے بتائے جاتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ خوشبختی کا سبب صرف صحت ہے؟۔ یقیناً ایسا نہیں ہے اور ایسی بات کرنے والا شخص بھی یہ سوچ نہیں رکھتا؛ بلکہ ایک سوچ کی ترویج اور اس کو معاشرے میں عام کرنا ان امور کا تقاضا کرتا ہے۔

اس کے علاوہ عورت کے حجاب پر اسلام کی تاکید کا مطلب اس کے تشخص کو جنسی تشخص میں محدود کرنا نہیں ہے۔ جیسا کہ مردوں پر شہوت آلود نگاہ نہ کرنے کی تاکید سے مراد انکا جنسی تشخص نہیں ہے۔ جرائت سے کہا جاسکتا ہے کہ جس قدر خواتین کے حجاب پر تاکید کی گئی ہے اسی قدر مردوں کی طرف سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی مرد یا عورت کے کمال کو اس خصوصیت میں محدود کرنے کی نشاندہی نہیں کرتے۔ اگر ہم تعلیم وتربیت یا عبادت وبندگی یا عدالت وانصاف کے حوالے سے احادیث وروایات کی طرف مراجعہ کریں تو اس سے کہیں زیادہ تاکید کا مشاہدہ کریں گے۔ کیوں یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ انسانی تشخص صرف ان خصوصیات میں محدود ہے؟۔ دوسرے الفاظ میں اس قسم کے اعتراضات سے انصاف کی رعایت کرنے اور صحیح وسالم ہونے کا اشارہ نہیں ملتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتراض کرنے والا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہٹ دھرمی اور خود غرضی کا شکار ہے۔

لہذا اسلامی شریعت انسان کے بارے میں ایسی سوچ نہیں رکھتی۔ کتاب وسنت اور فلسفہ عرفان نے انسان کو کبھی بھی ایک خاص دائرے میں محدود نہیں کیا، بلکہ انسان کیلئے بے شمار قابلیتوں اور توانائیوں کے قائل ہیں۔ اسے ایک الٰہی انسان بننے کی دعوت دی ہے اور اس مقام کے حصول کیلئے فقط شہوت آلود نگاہ ترک کرنے کو ذریعہ قرار نہیں دیا ہے۔ انسان کے کمال مطلق تک پہنچنے میں متعدد عوامل اور اسباب دخل انداز ہیں جن میں سے کچھ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ۵۶؎

خلاصہ یہ کہ اسلام انسان کو مختلف قسم کی توانائیاں اور کمالات رکھنے والا موجود سمجھتا ہے اور اس کے کمال کو ان تمام توانائیوں کے فعال ہونے میں جانتا ہے۔ پاکدامنی انہیں میں سے ایک ہے اور ان سب کی جگہ نہیں لے سکتی۔ اگر کوئی اس کے علاوہ کوئی اور نظریہ رکھتا ہو تو وہ غلطی پر ہے۔ البتہ تبلیغ اور ترویج کے موقع پر عام طور پر ایک قسم کا مبالغہ اور زیادہ روی پائی جاتی ہے اور یہ صرف دینی تبلیغ سے مخصوص نہیں ہے۔ ہر قسم کے پروپیگنڈے میں یہ چیز نظر آتی ہے۔

۳۔ حجاب، آئیڈیالوجی کو منتقل کرنے کا ذریعہ

کہا جاتا ہے کہ حجاب کے طرفداروں کی سوچ کے پیچھے ذرائع ابلاغ کا ایک نظریہ کارفرما ہے۔ وہ یہ کہ نگاہ کے ذریعے اسلامی آئیڈیالوجی منتقل کی جائے۔ جس طرح ایک فلم بغیر کسی وسیلے کے اور براہ راست اپنی آئیڈیالوجی ناظرین میں منتقل کر دیتی ہے اسی طرح عورت کا ظاہر بھی اسی عمل کا سبب بنتا ہے۔

"ایران میں رائج مذہبی نظریات کی رو سے نظر اور بے راہروی کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ ایک بری فلم دیکھ کر بااخلاق اور قومی و مذہبی روایات کا پابند شخص بھی منحرف اور سیاسی طور پر متاثر ہو سکتا ہے"۔ ۵۷؎

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مذہبی اخلاق پسند افراد سینما کے اثر کو انتقالی سمجھتے ہیں۔ اس رائے کی بنیاد پر ایک بے پردہ عورت پر نگاہ پڑتے ہی ایک آزاد، ہوشیار اور پاک فطرت شخص غلام، فریب خوردہ اور منحرف شخص میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ۵۸؎ اس نظریے کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

''ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ایران پر حکمفرما حجاب اور بے حجابی کی علامات کی پہچان تین نکتوں پر استوار ہے: پہلا یہ کہ انسان کی آنکھ کان کے برعکس فقط اثر قبول کرنے والا عضو نہیں ہے جس کی فعالیت صرف باہر کی معلومات کو انسانی دماغ تک پہنچانے تک محدود ہو؛ بلکہ ایک فعال عضو ہے اور اس کا ایک جگہ متمرکز ہو جانا بصری جارحیت کا باعث بنتا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ خواتین میں جنسی خواہشات اس قدر بے انتہا اور قوی ہیں کہ اگر کنٹرول نہ کی جائیں اور مرد اپنی نگاہ کے ذریعے ان تک پہنچ جائے تو مردوں اور تمام معاشرے کے اخلاقی طور پر منحرف ہونے کا باعث بن سکتی ہیں۔ تیسرا نکتہ یہ کہ مرد عورت کی طاقتور جنسی کشش کے مقابلے میں ایک کمزور چیز ہے اور نگاہ کا اس پر اثر براہ راست اور وسیع ہے''۔ ۵۹

اس اعتراض کا جواب دینے کیلئے گذشتہ جواب کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں پر اس نکتے کی طرف اشارہ ہوا تھا کہ حجاب پاکدامنی کی علامت ہے اور پاکدامنی انسانی فضائل میں سے ایک ہے۔ یہ سوچنا کہ اگر کوئی خاتون باپردہ ہے تو اس کی شخصیت مکمل ہے اور بے حجاب خاتون اپنی شخصیت کھو چکی ہے پسندیدہ اور مقبول سوچ نہیں ہے۔

اس نظریے کے ایک حصے کا وہی جواب ہے؛ کیونکہ شہوت آلود نگاہ یا جنسی بے راہروی معاشرتی انحراف کے باقی اسباب جیسے بے عدالتی، جہالت اور نادانی، توہم پرستی، تعصب وغیرہ کی طرح ایک سبب ہے۔ اسی طرح حجاب اور پاکدامنی باقی انسانی فضائل جیسے عدالت، انصاف، علم، معرفت، ایثار، خیرخواہی وغیرہ کی طرح ایک فضیلت ہے۔

جو چیز احادیث میں ذکر ہوئی ہے اور نگاہوں کے جھکانے پر دلالت کرتی ہے اس معنی میں نہیں ہے کہ ایک نگاہ کے نتیجہ میں انسان کی شخصیت میں انقلاب رونما ہو جاتا ہے اور وہ کمال کی بلندی سے انحراف کے گڑھے میں گر جاتا ہے؛ بلکہ یہ احادیث انسان کو ایک بڑے خطرے سے آگاہ کرتی ہیں۔ یعنی اگر نگاہ کو کنٹرول نہ کیا جائے تو وہ بتدریج انسان کو انحراف کی کھائی کی طرف دھکیلنے کا باعث بن جاتی ہیں۔ نفسانی خواہشات انسان کی دشمن ہیں لیکن دوسرے دشمنوں سے مختلف ہیں۔ اگر بیرونی دشمن کی بات مان لی جائے تو وہ انسان کو چھوڑ دیتا ہے لیکن ہوا و ہوس ایسی نہیں ہے۔ اگر انسان اس کی بات کو مان لے تو وہ انسان کی کمزوری

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کو جان لینے کے بعد اس پر مزید حکمرانی کرتی ہے۔

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ احادیث کا انداز خطرناک راستے کے بارے میں خبردار کرنے کا انداز ہے۔

اگر ایک ماں اپنے بچے سے کہے کہ میٹھا کھانے سے دانت خراب ہو جاتے ہیں تو آیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ٹافی کھانے سے اس کے دانت خراب ہو جائیں گے؟ یا ماں کی یہ بات دراصل ایک وارننگ ہے کہ ایک بار کھانے او پھر بار بار کھانے کے نتیجے میں یہ نقصان ہو سکتا ہے۔

اس مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ مردوں کو شہوت آلود نگاہ سے روکنے کا مقصد ایک قسم کی وارننگ دینا ہے۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تمام مرد جنسی خواہشات کے مقابلے میں کمزوری کا شکار ہوں اور یہ بھی نہیں ہے کہ سب ان خواہشات کے مقابلے میں توانا ہیں۔ اس کا گواہ وہ فتوی ہے جو اس بارے میں اکثر فقہا حضرات دیتے ہیں کہ ایسی خواتین پر نگاہ کرنا جو پردہ نہیں کرتیں، چاہے وہ کافر ہوں یا مسلمان حرام نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ جنسی لذت کا قصد نہ ہو۔ ۶۰ اگر نگاہ کا اثر براہ راست ہوتا تو کبھی بھی جائز نہ ہوتی کیونکہ بے حجاب خاتون اپنا اثر ڈالتی ہے، چاہے وہ عزیز مصر ہو یا کوئی اور ہو۔ یا یہ فتوی کہ دیہاتی خواتین جو پردے کی عادی نہیں ہیں پر جنسی لذت کے قصد کے بغیر نگاہ کرنا جائز ہے۔ ۶۱ یہاں پر بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسئلہ نگاہ کے ذریعے اخلاقی بے راہروی کا انتقال نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور امور شارع کے پیش نظر ہیں۔

ہمارے خیال میں اس قسم کے اعتراضات اٹھانے والوں کا اصلی مسئلہ یہ ہے کہ وہ کچھ احادیث یا نظریات کا شریعت کے دائرے سے باہر نکل کر تجزیہ کرتے ہیں۔ جبکہ کسی مجموعے کا حصہ اس مجموعے کے اندر ہی اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے اور قابل بیان ہوتا ہے۔ اس غلط فہمی کا اکثر افراد شکار ہو چکے ہیں۔ ہم اگر پردے کے مسئلے پر تحقیق کرنا چاہیں تو ہمیں مرد اور عورت کے لباس اور ایسے مواقع جن میں نگاہ کرنا جائز ہے کے بارے میں تمام آیات اور روایات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ دینی احکام کا ایک منبع ہونے کے ناطے معصومین علیہم السلام کی سیرت کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس تجزیہ کے غلط ہونے کا ایک اور ثبوت گناہ کی وہ تقسیم بندی ہے جو اخلاق اور فقہ کے علماء نے کی ہے۔انھوں نے گناہ کو صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم کیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی شہوت آلود نگاہ یا پردہ نہ کرنے کو گناہ کبیرہ نہیں سمجھتے ؛لیکن جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بہتان اور تہمت لگانے کو سب نے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ ۶۲

البتہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص گناہ صغیرہ کے ارتکاب پر اصرار کرے تو وہ گناہ کبیرہ حساب کیا جائے گا۔مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نظریہ کچھ روایات سے جلد بازی میں نتیجہ گیری سے حاصل ہوا ہے لیکن تھوڑی توجہ اور تمام منابع کا مطالعہ کرنے سے یہ شبہ دور ہوسکتا ہے۔

۴۔حجاب ترقی میں رکاوٹ اور پسماندگی کا سبب

حجاب اور پردے پر ایک پرانا اعتراض یہ ہے کہ حجاب خواتین کی اجتماعی سرگرمیوں میں رکاوٹ ہے۔معاشرے کی آدھی توانائی جو عورت کی صورت میں موجود ہے ضائع ہوجاتی ہے۔ایران میں یہ سوچ رضا خان کے زمانے سے وجود میں آئی۔وہ جب ترکی کے دورے کے بعد ایرانی معاشرے میں انقلاب لانے کے درپے ہوا تو اس نے پہلے قدم کے طور پر حجاب پر پابندی لگادی۔"نامہ جوان" نامی جریدے میں یہ شعر شائع کیا گیا:

''کب تک سیاہ کفن لئے رہیں گے، کب تک سر پر ذلت کا نقاب لگائے رکھیں گے، اگر آزادی اور علم اور ہنر کے طالب ہیں تو جہالت کے حجاب کو ہٹادیں''۔۶۳

عرب شاعر "زہاوی" نے بھی کہا تھا:''وہ چیز جو مسلمانوں کے دوسری قوموں سے پیچھے رہنے کا باعث بنی ہے مسلمان خواتین کا پردہ ہے۔میری بیٹی، حجاب کو چھوڑ دو؛ کیونکہ حجاب انسان کو سست کردیتا ہے اور معاشرے کی ایک خطرناک بیماری ہے''۔۶۴

اس اعتراض کے جواب میں کہا جاسکتا ہے:

۱۔عورت کے پردے کے ذریعے محدود ہوجانے کی سوچ دینی کتب اور معصومین علیہم السلام کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سیرت کے منافی ہے۔عورت کے پردے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ معاشرتی سرگرمیوں سے دستبردار ہوجائے اور گوشہ نشینی کا شکار ہوجائے۔قرآن میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی پاکدامنی کا ذکر ہوا ہے جبکہ وہ چوپانی کرتی تھیں اور مردوں کی موجودگی میں اپنی بھیڑوں کو پانی پلاتی تھیں۔اسی طرح حضرت مریم سلام اللہ علیھا کی پاکدامنی کی تعریف کی گئی ہے جبکہ وہ ایسے معبد میں آکر عبادت کرتی تھیں جہاں مرد بھی آتے تھے۔رسول خدا صلی اللہ علی وآلہ وسلم جنگ میں اپنی بیویوں کو ساتھ لے کر جاتے تھے اور مسلمان خواتین کو زخمیوں کی عیادت کیلئے جنگ میں آنے کی اجازت دیتے تھے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بہت سی معاشرتی سرگرمیاں خواتین کے ہاتھ میں تھیں۔جیسے دکانداری،کھیت پر کام کرنا،زخمیوں کی عیادت،بیماروں کا معالجہ وغیرہ۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی خواتین کو یہ کام کرنے سے نہیں روکا۔بہت سی احادیث خواتین کے ذریعے نقل کی گئی ہیں۔آیا یہ سب اس نظریے کو غلط ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے؟۔

۲۔ایرانی خواتین کے بارے میں اسلامی انقلاب کے بعد شائع ہونے والے اعداد وشمار معاشرتی سرگرمیوں میں حجاب اور پردے کے ساتھ ان کی فعال اور وسیع مشارکت کو ظاہر کرتے ہیں۔

۱۔۲: ۱۹۷۹ء تک ایران کی ڈائریکٹر خواتین کی تعداد صرف ۳ تھی جبکہ ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک یہ تعداد ۶ ہوگئی۔۶۵

۲۔۲: خواتین مصنف کی تالیفات کی تعداد ۱۹۲۲ء سے لے کر ۱۹۷۱ء تک ۸۳۵ تھی جبکہ یہی تعداد ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۹۵ء تک ۳۰۱۲ تھی۔۶۶

۳۔۲: ۱۹۷۷ء میں خواتین کی شرح خواندگی ۳۰٫۵ فیصد اور مردوں کے درمیان شرح خواندگی ۵۸٫۹ فیصد تھی جبکہ ۱۹۹۲ء میں خواتین کے درمیان شرح خواندگی ۶۷٫۱ فیصد اور مردوں کے درمیان شرح خواندگی ۸۰٫۶ فیصد تھی۔ ۶۷

۴۔۲: درج ذیل جدول معاشرے میں خواتین کی فعالیت کو ظاہر کرتا ہے.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

	سال ۱۳۵۵ شمسی		سال ۱۳۶۵ شمسی	
	تعداد	فیصد	تعداد	فیصد
کل تعداد	۱۲۰۲۰	۱۰۰	۹۷۵۳۱۰	۱۰۰
نامعلوم وناقابل شناخت سرگرمیاں	۱۴۸۲۶	۱/۲	۴۵۵۲۴	۲/۶
زراعت، مویشی پالنا اور شکار	۲۲۷۹۳۵	۱۸/۸	۲۵۹۰۳۰	۲۶/۶
کان کنی	۳۲۸۴	۰/۳	۵۳۷	۰/۰
انڈسٹری	۶۳۹۰۹۹	۵۲/۷	۲۱۰۷۸۷	۲۱/۶
پانی، بجلی اور گیس	۱۹۱۷	۰/۲	۲۲۵۱	۰/۲
تعمیراتی کام	۷۸۰۷	۰/۶	۹۳۲۰	۱/۰
تھوک وپرچون کاروبار				
ہوٹلنگ اور ریسٹورنٹ	۱۲۳۱۷	۱/۰	۱۴۶۸۱	۱/۵
ٹرانسپورٹ	۸۸۲۴	۰/۷	۸۵۵۲	۰/۹
انشورنس اور دوسرے مالی امور	۹۴۳۵	۸/۰	۱۰۴۶۹	۱/۱
شخصی، معاشرتی اور جنرل سروسز	۲۸۶۵۷۶	۳۶/۶	۴۱۴۱۵۹	۴۲/۵

۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۷ء میں مختلف گروہوں میں سرگرم خواتین کی تعداد: ۶۸

یہ جدول ظاہر کرتا ہے کہ معاشرتی سرگرمیوں میں خواتین کی شرکت میں سوائے ان محدود موارد کے جن میں کام کرنا ان کیلئے بہت مشکل ہے اضافہ ہوا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۵-۲:۔درج ذیل جدول انقلاب سے پہلے فلموں میں خواتین کی شرکت کو ظاہر کرتا ہے۔۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۹ء تک جب خواتین پر حجاب کی پابندی نہیں تھی، انسانی رول جیسے سٹوڈنٹ، مالک، باس، نرس، ٹیچر میں انکی تعداد ۲۶ اور رقاصہ، سنگر، فحاشہ جیسے رول میں انکی تعداد ۶۷ ہے۔

۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۹ء تک فلموں میں شرکت کرنے والی خواتین کے رول اور انکی تعداد: ۹۲

فلم میں خواتین کا کردار	فلموں کی تعداد
خانہ دار	۵۵
سٹوڈنٹ	۴
رقاصہ اور سنگر	۵۲
فاحشہ	۲۲
آرٹسٹ اور مصنف	۸
قحبہ خانہ میں کام کرنے والی	۱۰
مزدوری	۱۶
آوارہ گرد	۱۵
مالک اور چیف	۷
جاب کرنے والی	۴
نرس	۵
ٹیچر	۶
وغیرہ	۱۹

۳۔عربی زبان میں لکھی گئی کتاب "الفتانات المتحجبات" نے بھی اس مسئلے کے بارے میں یہی رائے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دی ہے کہ معاشرے میں ایسی مفید اور آرٹسٹ خواتین جو پردے کی پابندی بھی کرتی ہیں کی کمی نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ پردے کے حوالے سے نہ دین یہ سوچ رکھتا ہے کہ خواتین گوشہ نشین ہو جائیں اور نہ ہی عمل کے میدان میں پردہ خواتین کی فعالیت میں رکاوٹ بنتا ہے۔ یہ اعتراض شاید غلط فہمی کی نشاندہی کرتا ہے یا پھر ایسے افراد کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے جو بے راہروی کے درپے ہیں۔

۵۔حجاب خواتین کی افسردگی کا باعث

کہا جاتا ہے کہ خواتین کو تاریک اور سیاہ رنگ کی چادر اور برقعے میں بند کرنے سے ان میں زندگی کا جوش و جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور ان میں زینت کرنے اور خوبصورت بننے کا شوق جس سے زندگی پر رونق ہے، جاتا رہتا ہے۔

''زنان'' نامی جریدے کے ۲۲ نمبر شمارے میں خواتین کے لباس کے رنگ کے بارے میں ایک انٹرویو شائع کیا گیا جس کے آغاز میں جریدے کے ایڈیٹر کی طرف سے درج ذیل مطالب لکھے گئے:

''اپنے اردگرد نظر دوڑائیں، کیوں ہمارے شہر اور ماحول میں اچھے رنگ دکھائی نہیں دیتے؟۔ ان کے دکھائی نہ دینے کی وجہ سے ہمارا کیا حال ہے؟۔ لوگ کیوں زیادہ تر تاریکی کی طرف مائل ہیں اور ان میں سے اکثر اس کی وجہ نہیں جانتے: ۷۰ ''

اسی طرح لکھتے ہیں:

''ہم تاریک رنگوں کو انتخاب کر کے ایک افسردہ ماحول فراہم کرتے ہیں۔ یہ افسردہ اور تاریک ماحول ہمیں مزید تاریک رنگوں کے انتخاب کی ترغیب دلاتا ہے۔ ہم ایک ماحول بناتے ہیں اور وہ ماحول ہمیں دوبارہ ایک کام کرنے پر اکساتا ہے: ۷۱ ''

اگرچہ اس انٹرویو میں رنگ کو افسردگی کا سبب بتایا گیا ہے لیکن انٹرویو میں کی گئی باتوں اور ہوشیاری سے انتخاب کئے گئے سوالوں سے سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ صرف رنگ نہیں ہے جو ماحول کو افسردہ کرتا ہے بلکہ اس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے پہلے اور کئی اسباب کارفرما ہیں۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ شبہ ایجاد کرنے کا ایک سبب اپنی ذاتی رائے کو دینی رائے اور نظریات پر ترجیح دینا ہے۔ بہت سے دیندار افراد اپنے ذاتی عقائد اور پسند ناپسند کو دین کے نام سے پیش کرتے ہیں جو اکثر اوقات دین کے خلاف نفرت اور بدگمانی پھیلنے کا سبب بنتا ہے۔ ہماری نظر میں حجاب کے بارے میں یہ سوچ اسی قسم کی رائے ہے۔

مثال کے طور پر درج ذیل مطالب پر توجہ دیجئے:

''اسلام نے عورت سے سنجیدگی، خود کو ڈھانپنے اور معاشرے میں زیادہ ظاہر نہ ہونے کا تقاضا کیا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا چیز اسلام کی رائے کو عملی جامہ پہناتی ہے۔ میری نظر میں اگر خاتون سفید یا کسی اور رنگ کی چادر سر پر لے تو وہ معاشرے میں زیادہ توجہ کی مرکز بنتی ہے۔ کالی چادر ہی وہ لباس ہے جو عورت کو واقعاً سنجیدہ اور باوقار ظاہر کرتا ہے اور ایک اچھا لباس ہے:۲ے

اسلامی اور دینی منابع میں چادر کا کوئی خاص رنگ نہیں ہے۔ ایسے ہی لباس کی کوئی خاص قسم بھی نہیں ہے۔ چادر کے رنگ اور ماڈل کو ہر قوم کی ثقافت مشخص کرتی ہے۔ رہبر معظم انقلاب کے الفاظ ''چادر، حجاب کی بہترین قسم اور ہمارا قومی نشان ہے'' اسی معنی کو ظاہر کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ خواتین اور مردوں کے ظاہر میں اختلاف پر تاکید کی گئی ہے: اول یہ کہ قرآن نے ایسی زینت جو خود بخود ظاہر ہو جاتی ہو کو چھپانا لازمی قرار نہیں دیا ہے۔:۳ے

دوسرا یہ کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے ''خواتین اپنے ناخن تھوڑے لمبے رکھا کریں کیونکہ یہ ان کی خوبصورتی کا باعث ہے:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا: اپنے ناخن چھوٹے کیا کریں اور خواتین سے فرمایا: اپنے ناخن لمبے ہونے دیں کیونکہ یہ کی خوبصورتی کا باعث ہیں:۴ے

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اچھا نہیں ہے کہ کوئی خاتون خود کو بغیر زیور کے رکھے، اس کو کم از کم گردن بند باندھنا چاہیے:۵ے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین سے فرماتے تھے کہ اپنے ناخن پر رنگ کریں۔شادی شدہ خواتین اپنے اس عمل کے ذریعے اپنے شوہر کیلئے زینت فراہم کریں گی اور غیر شادی شدہ خواتین اس عمل کے ذریعے مردوں کے ساتھ شباہت سے بچی رہیں گی۔:۷۶ دینی منابع میں اس قسم کے دستورات زیادہ ہیں۔یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عورت اور مرد میں فرق ہے جس کو مدنظر رکھنا چاہیے۔لیکن اسکا نتیجہ جنسی بے راہروی اور ماحول کی آلودگی نہیں ہونا چاہیے۔

اسلامی شریعت میں خواتین کے بارے میں آنے والے تمام احکامات کی پیروی کرنا خواتین کی افسردگی کا سبب نہیں بنتا۔البتہ ہمیں ذاتی پسند اور ناپسند کو چھوڑنا پڑے گا اور تمام دستورات پر توجہ کرنا ہوگی۔ اس کے علاوہ اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ عورت اس سے پہلے کہ عورت ہو ایک انسان ہے لہذا اس کا حق ہے کہ وہ اپنی انسانی ضروریات،علم ومعرفت،حقیقت پسندی،عدالت خواہی وغیرہ کو پورا کرے اور ان کے ساتھ اپنی زنانہ ضروریات جو طبیعت کا تقاضا ہیں کو بھی پورا کرے:۷۷

۶۔حجاب،عورت کی آزادی کا خاتمہ

''چادر کی قیدی'' نامی کتاب شہرہ مستشار نے برطانیہ میں شائع کی ہے۔عنوان سے ہی ظاہر ہے کہ حجاب کو عورت کی آزادی کے خلاف پیش کیا گیا ہے۔وہ افراد جو ہر حوالے سے عورت اور مرد کی برابری کا مطالبہ کرتے ہیں حجاب کے بارے میں ایسی ہی سوچ رکھتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ آزادی کے مختلف پہلو ہیں: آزادی بیان،آزادی عقیدہ،سیاسی آزادی وغیرہ۔ حجاب کون سی آزادی کا خاتمہ کرتا ہے؟۔پردہ عورت کیلئے کس قسم کا زندان ہے؟۔اگر ہم کہیں کہ معاشرے میں خواتین کا آنا ممنوع نہیں ہے بلکہ مطلوب ہے۔اگر ہم کہیں کہ عورت اور مرد کا ملنا جہاں دو انسانوں کی حیثیت سے ملیں حرمت نہیں رکھتا بلکہ مونث اور مذکر کا ملنا حرام ہے۔اگر خواتین کی سیاسی اور معاشرتی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہ ہو تو پھر وہ کون سی آزادی ہے جو پردے کے ذریعے محدود ہوتی ہے؟۔مگر یہ کہ آزادی سے ہماری مراد

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جنسی بے راہروی ہو۔ اگر ایسا ہو تو یقیناً حجاب اس قسم کی آزادی کو محدود کرتا ہے اور پردے کا پیغام بھی یہی ہے۔

اسی طرح حجاب کچھ مشکلات کے ہمراہ بھی ہے کہ اگر معاشرے کی سلامتی اور نشو ونما کیلئے حجاب کا ہونا مفید ثابت ہو جائے تو ان مشکلات کو برداشت کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیا علم کا حصول محدودیت کے ہمراہ نہیں ہے؟۔ کیا سچ بولنا بعض آزادیوں کو ختم نہیں کرتا؟۔

۷۔ بے پردگی بے حیائی نہیں

بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ حجاب پاکدامنی سے مختلف ہے اور ایسا نہیں ہے کہ اگر خواتین پردہ نہ کریں تو وہ پاکدامن اور باعفت نہیں ہیں۔ ویل ڈورنٹ کہتا ہے: ''عفت اور پاکدامنی کا لباس پہننے سے کوئی تعلق نہیں ہے'':۸۷

پروین اعتصامی نے کہا تھا: ''آنکھ اور دل کو پردہ چاہیے۔ پرانی چادر کی پاکدامنی اسلام کی بنیاد نہیں ہے''۔۹۷

بعض اوقات یہ بات اسلامی شخصیات سے بھی نقل کی جاتی ہے اور شمال کی خواتین کی مثال دی جاتی ہے کہ وہ کھیتوں میں اپنے مخصوص لباس کے ساتھ کام کرنے اور متعارف پردہ نہ ہونے کے باوجود عفیف اور پاکدامن ہوتی ہیں۔۸۰

اسی طرح دیہاتی خواتین کی مثال دی جاتی ہے جنکی بے پردگی بے حیائی نہیں سمجھی جاتی۔

جیسا کہ بحث کے شروع میں بیان کیا گیا ہے؛ ہم بھی حجاب اور پاکدامنی کو ایک چیز نہیں سمجھتے، لیکن اس سوچ کے بھی مخالف ہیں۔ عفت ایک اندرونی حالت کا نام ہے اور حجاب کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے۔ ان دونوں میں فرق ظاہر اور باطن جیسا ہے۔ ہم یہ بھی قبول کرتے ہیں کہ ممکن ہے کچھ افراد عفیف اور پاکدامن ہوں، لیکن پردے کی اس طرح پابندی نہ کرتے ہوں جیسا شریعت میں بیان ہوا ہے، لیکن اس بات پر بھی توجہ دینا چاہیے کہ یہ جدائی کہاں تک ممکن ہے؟۔ کیا اس کو ایک قانون کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے؟۔ اگر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ایسا ہے تو صرف دیہاتی خواتین پر کیوں لاگو ہوتا ہے، جنکی تعداد خواتین کی کل تعداد کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے۔ شہری خواتین ایسی کیوں نہیں ہیں؟۔ لہذا پاکدامنی اور حجاب کی جدائی کا امکان اگرچہ قابل قبول ہے، لیکن قانون ساز کو ایک قانون بناتے ہوئے اجتماعی صورتحال اور انسان کے جذبات اور خواہشات کو مدنظر رکھنا چاہیے نہ یہ کہ چونکہ کچھ خواتین حجاب کے بغیر اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرنے پر قادر ہیں، لہذا قانون کو توڑ دیا جائے۔

اس کے علاوہ یہ سوال بھی پیش آتا ہے کہ اگر خواتین بغیر حجاب کے پاکدامن اور عفیف ہیں تو کیا مرد بھی ایسے ہی ہیں؟۔ کیا وہ شہوت اور بے راہروی کا شکار نہیں ہو جاتے۔ مرد اور عورت کا حجاب انسانی معاشرے کی سلامتی کی خاطر ایک تدبیر ہے جسے قانون سازی کے وقت مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

دوسری طرف کیا ظاہر اور باطن کے درمیان تعلق کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟۔ ظاہر بھی باطن ہی کی علامت ہے۔ کیونکہ ''چہرے کی سرخی اندرونی حالت کی خبر دیتی ہے''۔ ظاہری برتاؤ میں سنجیدگی، وقار اور لباس کے انتخاب میں احتیاط کرنا اندرونی پاکدامنی کی خبر دیتا ہے۔ اسی طرح ظاہر انسان کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ آیا ایسا نہیں ہے کہ لباس کا رنگ انسان کی نفسیات پر اثر انداز ہوتا ہے؟۔ آیا ایسا نہیں ہے کہ افراد کا نام ان کی اندرونی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے؟۔ اسی طرح انسان کا لباس بھی ہے۔ ظاہر کا باطن پر اثر انداز ہونا ایسا مسئلہ ہے جس کی تائید اسلام بھی کرتا ہے اور علم نفسیات بھی۔ اسلامی روایات میں ہم ایسی بہت سی تعابیر سے روبرو ہوتے ہیں:

ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تا کہ دلوں سے کینہ نکل جائے۔ ۸۱

غصے کے وقت ٹھنڈے پانی سے وضو کریں۔ ۸۲

پانی اور ہریالی پر نظر کرنا فرحت بخش ہے، وغیرہ۔ ۸۳

خلاصہ یہ کہ

۱۔ قانون ساز ایک فرد یا ایک چھوٹے گروہ کو قانون بنانے کیلئے معیار نہیں بنا سکتا۔

۲۔ ظاہر، باطن کی علامت ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۳۔ظاہر، باطن پر اثر انداز ہوتا ہے۔

۸۔عورت اور مرد کے لباس میں فرق

مرد اور عورت کے لباس میں فرق کیوں رکھا جاتا ہے؟۔کیوں عورت خود کو پوری طرح ڈھانپے جبکہ مرد اس معاملے میں آزاد ہے؟۔بیرون ملک خواتین کے ایک جریدے میں ایک کالم نگار نے کچھ باتیں نقل کرنے کے بعد اعتراض کے طور پر لکھا تھا:

''وہ اپنی باتوں میں حجاب اور پردے کو صرف خواتین سے مخصوص کرتے ہیں کیونکہ وہ فساد کا سبب ہیں اور اگر ایک عورت اسلامی معیار کے مطابق عمل نہ کرے اور اس کا اٹھنا اور بیٹھنا ''کچھ'' کو پسند نہ آتا ہو تو وہ بے حیا سمجھی جاتی ہے۔لہذا اس بنیاد پر وہ بے عقل اور احمق ہے اور وہ مرد جو عورتوں کی ان حرکتوں کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں بالکل صحیح اور حق بجانب ہیں۔یہ عورت ہے جو سنجیدہ اور باوقار ہونی چاہیے اور فعل حرام کی مرتکب نہ ہو۔یہ عورت ہے جو کسی کو اجازت نہ دے کہ وہ اس پر شہوت آلود نظر ڈالے اور یہ عورت ہے جو ہمیشہ اپنی ''عزت'' کی حفاظت کرے۔۔۔۔اور مرد کے فرائض کے بارے میں کبھی بھی کوئی بات نہیں کرتا کیونکہ مرد فقہاء کے نزدیک آزاد پیدا ہوا ہے''۔۸۴؎

اسی اعتراض کو استاد عبدالحلیم ابوشقہ نے اپنی کتاب ''تحریر المراۃ فی عصر الرسالۃ'' میں ذکر کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے۔۸۵؎

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ''خواتین اور مردوں کے درمیان جسمانی اور نفسیاتی اختلافات نا قابل انکار ہیں۔دنیا میں کہیں بھی مرد کانوں میں بالیاں نہیں پہنتے اور سونے کے نیکلس اور کنگن استعمال نہیں کرتے۔دنیا میں کہیں بھی مرد آنکھوں، ابرو اور چہرے کی خوبصورتی کیلئے میک اپ کا سامان استعمال نہیں کرتے۔کہیں بھی مرد خواتین کا لباس زیب تن نہیں کرتے۔یہ بات آج کی نہیں ہے۔ہمیشہ سے ایسا ہی ہے۔اس حقیقت سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کچھ خصوصیات ایسی ہیں جو خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے بارے میں مرد اور خواتین کے درمیان احکام بھی مختلف ہیں۔

جنسی خواہشات کا ابھرنا بھی اسی قسم کی خصوصیات میں سے ہے۔ مردوں میں جنسی خواہشات خواتین کی نسبت جلدی ابھرتی ہیں۔ بہت سے چیزیں ہیں جو مردوں میں جنسی تحریک کا باعث ہیں لیکن خواتین میں نہیں ہیں۔ اس بنیاد پر اگر خود کو ڈھانپنے کے قانون کا مقصد یہ ہے کہ گھر سے باہر جنسی خواہشات کے ابھرنے کے اسباب کو ختم کر دیا جائے تو یہ مختلف حقائق اپنے لئے مخصوص احکام کا تقاضا کرتے ہیں۔ اسی لئے اسلامی شریعت میں عورت اور مرد کے ایک دوسرے پر نظر ڈالنے کے احکام میں فرق ہے۔ بعض مجتہدین نے اپنی توضیح المسائل میں لکھا ہے: "مردوں کا نامحرم خواتین کے جسم اور ان کے بالوں پر نظر ڈالنا، چاہے جنسی لذت کے ارادے سے ہو یا نہ، یا فعل حرام انجام پانے کا خوف ہو یا نہ، حرام ہے۔ اسی طرح نامحرم خواتین کے چہرے اور کلائیوں تک ہاتھوں پر نظر ڈالنا اگر جنسی لذت کے ارادے سے ہو یا فعل حرام انجام پانے کا خوف ہو تو حرام ہے؛ بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لذت کے ارادے کے بغیر اور فعل حرام انجام پانے کا خوف نہ ہوتے ہوئے بھی نظر نہ ڈالی جائے۔ اسی طرح نامحرم مرد کے جسم پر نظر ڈالنا بھی حرام ہے۔ جسم کے وہ حصے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو عام طور پر ڈھانپے نہیں جاتے جیسے سر، ہاتھ اور پاوں۔ ان حصوں پر نظر ڈالنا اگر جنسی لذت کی نیت اور فعل حرام انجام پانے کے خوف کے بغیر ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے"۔[۸۶]

اس بارے میں علامہ فضل اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: کیا عورت ایک برہنہ مرد، جس کی صرف شرمگاہ چھپی ہوئی ہے کے بدن پر نظر ڈال سکتی ہے؟

جواب: مرد کے بدن کے اس حصے پر نظر ڈالنا جو عام طور پر چھپایا نہیں جاتا جائز ہے۔ لیکن پوچھے گئے مسئلے میں یہ جواز اشکال سے خالی نہیں ہے اگر چہ اس کا جائز ہونا قابل توجیہ ہے مگر یہ کہ فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خوف موجود ہو۔[۸۷]

توجہ رہے کہ سب مجتہدین کی یہی رائے نہیں ہے اور افراد کو چاہیے کہ وہ اپنے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق عمل کریں۔ لیکن علمی حوالے سے یہ رائے قابل دفاع ہے اور مذکورہ شبہ کا جو جواب ہم نے دیا ہے اس کی بھی تائید کرتی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خلاصہ کلام یہ کہ مرد اور عورت کے پردے اور لباس کا فرق ان دونوں کے وجود کے درمیان اختلاف پر مبنی ہے۔ یہ اختلاف ایسا ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۹۔حجاب بے چینی میں اضافہ کا باعث

بعض افراد کا خیال ہے کہ حجاب نہ صرف مرد اور عورت کے درمیان جنسی لذت کے سلسلہ کو ختم نہیں کرتا بلکہ ''انسان جس چیز سے روکا جائے اس کے بارے میں حریص ہو جاتا ہے'' کے قانون کے مطابق ان کو جنسی لذت کی طرف مزید ابھارتا ہے۔ اس نظریہ کے مطابق ان میں ایک طرف بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور دوسری طرف سوء استفادہ کا موقع بھی فراہم ہو جاتا ہے۔ بیرون ملک نشریات میں سے ایک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''فرائیڈ کے مطابق نگاہ کے ذریعے لذت حاصل کرنا لذت اور رنج کے درمیان پوشیدہ ہے۔ نگاہ کے ذریعے لذت اندوز ہونے کیلئے ضروری ہے کہ دیکھنے والے اور دیکھے جانے والی چیز کے درمیان فاصلہ ہو۔ کیونکہ فاصلہ، اشتیاق بڑھاتا ہے۔ حجاب چہرے اور بدن کے بعض حصوں کو چھپا دیتا ہے لہذا فاصلہ ایجاد کر دیتا ہے جو نظر کرنے اور سننے کے ذریعے لذت اندوزی کا باعث بنتا ہے۔ نظر ڈالنے میں اس قسم کی محدودیتیں اکسانے والے پہلو کو تشکیل دیتی ہیں جس کے نتیجے میں عورت ایک اشتیاق انگیز چیز میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے جو حجاب اور نگاہ کے بارے میں دینی احکام اور اصولوں کے متضاد ہے، یعنی؛ ان احکام کے خلاف جو عورت کے ہوس انگیز نہ ہونے کیلئے بنائے گئے ہیں''۔ ۸۸

اسی مضمون میں اس نظریہ کی بات بھی کی گئی ہے جس کے مطابق چادر ایک پھندے یا نقاب کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ ۸۹ رسل بھی یہی عقیدہ رکھتے اور اس کا دفاع کرتے ہیں''۔

جتنی بار ایک مرد شہوت کا احساس کرتا ہے وہ تعداد اس کے خاص جسمانی حالات سے مربوط ہے۔ اس کے اندر جنسی خواہشات کو ابھارنے والے اسباب ان معاشرتی قوانین کے تابع ہیں جن کی وہ پابندی کرتا ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وکٹورین دور کے ابتدائی انسان کے جنسی جذبات کو ابھارنے کیلیئے عورت کا پاوں کافی تھا۔ جبکہ آج کا انسان اپنے اصلی مقصد تک پہنچے بغیر جنسی جذبات کے ابھار کا شکار نہیں ہوتا۔ یہ چیز خواتین کے لباس کے ماڈل سے مربوط ہے۔ اگر نیم برہنگی فیشن ہو تو وہ جنسی جذبات کو ابھارنے کیلیئے کافی ہے اور خواتین بھی مجبور ہوتیں، جیسا کہ بعض بربری قبائل میں مجبور ہیں، کہ لباس کو جنسی حوالے سے جذاب ظاہر ہونے کیلیئے پہنتیں۔ یہی بات لٹریچر اور تصاویر کے بارے میں بھی صادق ہے۔ وہ چیز جو وکٹورین زمانے کے انسان کیلیئے شہوت کا باعث تھی آزاد زمانے کے مردوں کیلیئے بے اثر ہے۔ دین دار افراد جتنا جنسی آزادی کو محدود کریں گے اتنا ہی لوگوں کے جنسی جذبات جلدی ابھریں گے۔ دس میں سے نو افراد کا شہوت انگیز مجلّات کا استقبال کرنے کی وجہ وہ ملامت اور برا بھلا کہنا ہے جو اخلاق کے علماء جوانوں میں کہتے ہیں۔ باقی دس میں سے ایک طبیعی طور پر ہے۔ ہر صورت میں اور ہر قانون کی موجودگی میں بالاخر کچھ حد تک ایسا ہو کر رہے گا۔ میں اس بات سے ڈرنے کے باوجود کہ بہت کم افراد میری حمایت کریں گے سختی سے عقیدہ رکھتا ہوں کہ ہرگز کسی صورت میں بھی شہوت آلود لٹریچر شائع ہونے کے خلاف کوئی قانون نہیں ہونا چاہیے''۔۹۰

علامہ سید فضل اللہ نے ایک کانفرنس کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا: ''یہ قانون سوچ اور تفکر کے بارے میں صحیح ہے۔ یعنی تفکر اور سوچ کو چھپایا نہیں جا سکتا بلکہ اس کو چھپانے کی کوشش انسان کو مزید اکساتی ہے تا کہ اس کے بارے میں زیادہ جانے۔ لیکن حجاب ایسی خاصیت نہیں رکھتا؛ کیونکہ اگر عورت دین کے دستورات کے مطابق پردے کی رعایت کرے تو بے چینی اور اضطراب اور حرص وجود میں نہیں آئے گا''۔ پھر وہ یہ مثال ذکر کرتے ہیں کہ ''اگر گھر یا لاکر کا دروازہ آدھا کھلا ہو تو اس کو دیکھنے والے چاہیں گے کہ دیکھیں اس کے اندر کیا ہے لیکن اگر مکمل بند ہو تو اس قسم کا اشتیاق وجود میں نہیں آئے گا''۔۹۱

یہ جواب اس مسئلے کے حل کے قریب ہے۔ اس میں مزید اضافہ کرنا چاہیے کہ اولاً چادر شرعی حجاب کا معیار نہیں ہے جس کو تنقید کا نشانہ بنانے سے ایک نظریہ زیر سوال آتا ہے۔ ثانیاً چادر یا حجاب سے سوء استفادہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ ثقافت غلط ہے۔ اگر ترقی یافتہ ممالک میں پارلیمنٹ کے ارکان یا پولیس کے افراد اپنے منصب اور مقام سے سوء استفادہ کریں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ یا پولیس معاشرے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیلئے بے فائدہ ہے؟۔ یا اس سوء استفادہ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی عورت چادر سے سوء استفادہ کرتی ہے تو وہ بھی اسی طرح سے ہے۔ اس کے علاوہ اگر ایک معاشرے میں عورت کی موجودگی انسان کی حیثیت سے ہو، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اپنا عورت پن گھر کی حدود میں رکھے اور معاشرہ مردوں اور عورتوں کی محنت کا میدان ہو تو اس قسم کی صورتحال پیش نہیں آئے گی۔

ان سب باتوں میں مزید اس بات کا اضافہ کرنا چاہیے کہ حجاب کے حوالے سے شریعت کی کوشش اس لئے ہے کہ معاشرے کو پاکی کی طرف ہدایت کرے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ہی دفعہ میں مقصد حاصل ہو جائے گا اور کسی قسم کی نافرمانی اور سوء استفادہ نہیں ہو گا۔ دوسرے الفاظ میں ہر قانون کے ساتھ کچھ نقصانات بھی ہوتے ہیں جو اس قانون کی کمزوری کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ انسان ایک پیچیدہ اور عجیب مخلوق ہے۔ البتہ اگر ان نقصانات کی مقدار بہت زیادہ ہو تو قانون کی کمزوری کی علامت ہے۔ لیکن یہ چیز حجاب کے بارے میں ثابت نہیں ہوئی اور اس کا تجربہ نہیں کیا گیا ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حوالہ جات

۱۔ جمال محمد الباجوری، المراۃ فی الفکر الاسلامی، ج 1 ص ۲۰۶، ۲۰۷۔

۲۔ ر۔ک: ناصر الدین صاحب زمانی: روانکاوی۔

۳۔ ر۔ک: برگزیدا افکار راسل، ص ۱۵۔

۴۔ عن المراۃ، (عرب عورت کا بے پردہ چہرہ) جیسی کتابوں کے لکھاری۔

۵۔ حقیۃ الکتاب والحجیۃ الحدیث کا لکھاری کہ جس میں اس نے پردے کے اسلامی ہونے کا انکار کیا ہے۔

٦۔ اخلاق در چین و ہند باستان، ص ۵۴۔

۷۔ عورت کی نامحرم مردوں کے لئے آرائش اور خودنمائی۔

۸۔ آیت اللہ مرتضیٰ مطہری کی مسئلہ حجاب ص ۸۳، ۸۲۔

۹۔ کیہان لندن ۱۳۷۴/۳/۱۱۔

۱۰۔ محمد سعید العشماوی کی حقیۃ الحجاب وحجیۃ الحدیث، ص ۱۰۷۔

۱۱۔ ایضا ص ۳۷۔

۱۲۔ ایضا ص ۱۸۔

۱۳۔ ایضا ص ۱۴۔

۱۴۔ ایضا ص ۱۴، مصنف نے خلاصہ تحریر کیا ہے۔۔

۱۵۔ الجامع الاحکام القرآن، ج ۱۴، ص ۲۲۷۔

١٦۔ آیت اللہ مرتضیٰ مطہری کی مسئلہ حجاب ص ۱۷۱۔

۱۷۔ ایضا: ص ۱۷۷، ۱۷٦۔

۱۸۔ الطبقات الکبریٰ۔ ج ۸، ص ۱۰۷، ۱۰٦ اور ۱۷۵، ۱۷۳۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۱۹۔نثر الدرر، ج۱،ص۲۲۴۔محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعہ ، ج۱۴،ص۱۹۔
۲۰۔محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعہ ، ج۳،ص۲۹۴، ۲۹۷اور ج۷،ص۱۶۹، ۱۶۸۔
۲۱۔ابن سعد بصری، الطبقات الکبری، ج۸،ص۴۹۴؛المعجم الکبیر، ج۳۲،ص۲۸۰۔
۲۲۔محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعہ ، ج۱۴،ص۶۱، ۶۲،محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۵۹۹۔
۲۳۔محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعہ ، ج۷،ص۱۷۲، ۱۷۱،محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، ج۵،ص۱۰۱۔
۲۴۔احزاب/۳۲۔
۲۵۔احزاب/۵۳۔
۲۶۔جمال محمد الباجوری کی المراۃ فی الفکر الاسلامی، ج۱،ص۲۰۷۔
۲۷۔احزاب/۵۳۔
۲۸۔ایضا، ج۱،ص۲۱۰؛ قاسم امین کی نقل شدہ تحریر المراۃ،ص۵۹۱۔
۲۹۔محمد سعید العشماوی کی حقیقۃ الحجاب وحجیۃ الحدیث،ص۶۔
۳۰۔ویل ڈورینٹ کی تاریخ تمدن، ج۱۱،ص۱۱۲۔
۳۱۔نہرو کی نگاہی بہ تاریخ جہان، ج۱،ص۳۲۸۔
۳۲۔ابن سعد بصری کی الطبقات الکبری، ج۸،ص۱۷۶
۳۳۔نیرہ توحیدی، (مسئلہ زن وروشنفکران طی تحولات دہہ ہائے اخیر) مجلّہ نیمہ دیگر۔
۳۴۔قراءۃ جدیدۃ لفقہ الحقوقی،ص۱۲۷۔
۳۵۔کیہان لندن، تاریخ ۱۳۷۴/۳/۱۱
۳۶۔نیرہ توحیدی، (مسئلہ زن وروشنفکران طی تحولات دہہ ہائے اخیر)، مجلّہ نیمہ دیگر۔
۳۷۔مہرانگیز منوچہریان، انتقاد۔قوانین اساسی ومدنی وکیفری ایران،ص۲۷۔
۳۸۔مرتضی مطہری، مسئلہ حجاب،ص۶۱، ۳۱۔
۳۹۔ایضا،ص۷۲، ۷۰۔
۴۰۔مرتضی مطہری، نظام حقوق زن در اسلام،ص۴۹، ۴۷۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۴۱۔روت ترنرویل کاکس،تاریخ لباس،ترجمہ شیرین بزرگمہر،ص۵۔

۴۲۔(انسان،پوشش وریشہ ہای تاریخی)،مجلّہ پیام زن،ش۱۹،ص۶۹۔

۴۳۔روت ترنرویل کاکس،تاریخ لباس،ترجمہ شیرین بزرگمھر،ص۱۱۔

۴۴۔عہدقدیم،سفرنشیدالاناشید،ب۵،ص۱۰۰۳۔

۴۵۔عہدقدیم،سفرتکوین،ب۲۴۔

۴۶۔بنفشہ حجازی،زن بہ ظن تاریخ،ص۷۱۔

۴۷۔ایضا،ص۱۱۵۔

۴۸۔ایضا،ص۱۴۱۔

۴۹۔ایضا،ص۱۹۸۔

۵۰۔روت ترنرویل کاکس،تاریخ لباس،ترجمہ شیرین بزرگمھر،ص۶۔

۵۱۔نیرہ توحیدی،(مسئلہ زن وروشنفکران طی تحولات دہہ ہای اخیر)،مجلّہ نیمہ دیگر۔

۵۲۔بہ کوشش فاطمہ راکعی،کوثر،گاہنامہ ادبی وہنری خواہران،ص۲۲۱۔

۵۳۔روزنامہ رسالت،۲۳/۳/۱۳۷۳

۵۴۔تحریم/۱۱

۵۵۔تحریم/۱۲

۵۶۔ر،ک:آیت اللہ حسن زادہ،معرفت نفس؛مرتضی مطہری،انسان وایمان۔

۵۷۔حمیدنفیسی،(زن ومسئلہ زن درسینمای بعدازانقلاب)،مجلّہ نیمہ دیگر،ش۱۴،بہار۱۳۷۰،ص۱۳۰۔

۵۸۔حمیدنفیسی،(زن ومسئلہ زن درسینمای بعدازانقلاب)مجلّہ ایران نامہ،سال نہم،ش۳،ص۴۲۰۔

۵۹۔ایضا،ص۴۱۹۔

۶۰۔آیت اللہ سیستانی،توضیح المسائل،ص۵۰۸،م۲۴۴۳۔

۶۱۔سیدمحمدکاظم یزدی،العروۃ الوثقی،ج۲،ص۶۳۴،م۲۷۔

۶۲۔ایضا،ص۶۳۰،م ۱۲،۱۳؛مستمسک العروۃ الوثقی،ج۷،ص۳۳۶،۳۳۳۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

٦٣۔ ویدا بہنام، (زن، خانوادہ وتجدد)، مجلّہ ایران نامہ، سال یازدہم، ش۲، ص۲۳۲

٦۴۔ جمال محمد الباجوری، المرأ؟ فی الفکر الاسلامی، ج۱، ص۱۲۰، بہ نقل از: دیوان الرصافی، ج۱، ص۳۲۵۔

٦۵۔ حمید نفیسی، (زن ومسئلہ زن در سینمای بعدازانقلاب) مجلّہ نیمہ دیگر، ش۱۴، بہار ۱۳۷۰، ص۱۵٦۔

٦٦۔ یہ اعداد وشمار کتاب کتابنامہ زن کی بنیاد پر پیش کئے جارہے ہیں۔

٦٧۔ مجلّہ سیاسی۔ اقتصادی، ش۹۸، ۹۷، ص۱۳۔

٦٨۔ مجلّہ زنان، ش۱، ص۱۰۔

٦۹۔ حمید نفیسی، (زن ومسئلہ زن در سینمای بعدازانقلاب) مجلّہ نیمہ دیگر، ش۱۴، بہار ۱۳۷۰، ص۱۳۰۔

۷۰۔ مجلّہ زنان، ش۲۲، ص۴۔

۷۱۔ ایضا۔

۷۲۔ روزنامہ رسالت، ۲٦/۳/۱۳۷۳

۷۳۔ سورہ نور، /۳۱۔

۷۴۔ محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج۱، ص۴۳۵، ب۸۱، ح۱۔

۷۵۔ ایضا، ج۱۴، ص۱۱۸، ب۸۵، ح۱۔

۷٦۔ محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج۱، ص۴۱۰، ب۵۲۔

۷۷۔ ایضا۔

۷۸۔ ویل ڈورنٹ، تاریخ تمدن، ج۱۴، ص۵۸۔

۷۹۔ دیوان پروین اعتصامی، ص۱۵۴۔

۸۰۔ کیہان لندن، ۱۱/۳/۱۳۷۴

۸۱۔ ملامحسن فیض کاشانی، محجۃ البیضاء، ج۳، ص۳۸۹۔

۸۲۔ ایضا، ج۵، ص۳۰۷۔

۸۳۔ محمد باقر مجلسی، بحارالانوار، ج٦۷، ص۲۸۹۔

۸۴۔ (آزادی وبرابری زن دراسلام) رسالہ آوای زن، ش۲۱۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۸۵۔عبدالحلیم ابوشقہ،تحریر المراۃ فی عصر الرسالہ،ج۲،ص۲۳،۲۲۔

۸۶۔آیت اللہ سیستانی،توضیح المسائل،ص۵۰۸،م۲۴۴۲۔

۸۷۔سید محمد حسین فضل اللہ،المسائل الفقہیہ ،ج۱،ص۲۴۲،م۱۵۔

۸۸۔حمید نفیسی ،(زن ونشانہ شناسی حجاب)،مجلّہ ایران نامہ،سال نہم،ش۳،ص۴۱۸۔

۸۹۔ایضا،ص۴۲۵۔

۹۰۔رسل کے برگزیدہ افکار،ص۱۵۔

۹۱۔قراءۃ جدیدۃ لفقہ لمراۃ الحقوقی،ص۱۴۱،۱۳۹۔

☆☆☆☆☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کتابیات

قرآن کریم۔

۱۔ آیت اللہ حسن زادہ آملی: معرفت نفس۔

۲۔ آیت اللہ سیستانی: توضیح المسائل۔

۳۔ اخلاق در ہند و چین باستان۔

۴۔ الباجوری، جمال محمد: المراۃ فی الفکر الاسلامی، جلد 1۔

۵۔ الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۴

۶۔ العشماوی، محمد سعید: حقیقۃ الحجاب وحجیۃ الحدیث۔

۷۔ المعجم الکبیر، جلد ۲۳۔

۸۔ امین، قاسم: تحریر المراۃ

۹۔ برگزیدہ افکار راسل۔

۱۰۔ بصری، ابن سعد الطبقات الکبری، جلد ۷۔ ۱۴۱۰ھ

۱۱۔ حجازی، بنفشہ: زن بہ ظن تاریخ۔

۱۲۔ حر عاملی، محمد بن حسن: وسائل الشیعہ، جلد: ا۔۳۔۷۔۱۴۔

۱۳۔ حکیم: مستمسک العروۃ الوثقی، جلد ۷۔

۱۴۔ ویل ڈورنٹ: تاریخ تمدن، جلد ۱۱۔ ترجمہ احمد آرام

۱۵۔ دیوان الرصافی، جلد ۱۔

۱۶۔ دیوان پروین اعتصامی

۱۷۔ روزنامہ رسالت ۲۳/۳/۱۳۷۳ اور ۲۶/۳/۱۳۷۳ش۔

۱۸۔ صاحب الزمانی، ناصر الدین: روانکاری۔

۱۹۔ عبد الحلیم ابو شقۃ: تحریر المراۃ فی عصر الرسالہ، ج ۲۔

۲۰۔ عہد قدیم، سفر تکوین

۲۱۔ عہد قدیم، سفر نشید الاناشید

۲۲۔ فضل اللہ، سید محمد حسین: المسائل الفقہیہ۔ ج ۱۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

۲۳۔ قرائۃ جدیدہ لفقہ المراۃ الحقوقی

۲۴۔ قزوینی، محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ۔ ج ۱۔

۲۵۔ کاشانی، محسن فیض: محجۃ البیضاء، ج ۳ و ۴۔

۲۶۔ کاکس، روٹ ٹرنرویل: تاریخ لباس، ترجمہ شیرین بزرگ مہر۔

۲۷۔ کوثر، گاہنامہ ادبی و ہنری خواہران، بہ کوشش فاطمہ راکعی۔

۲۸۔ کیہان لندن۔ ۱۱/۳/۱۳۷۴ش

۲۹۔ مجلسی، محمد باقر: بحار الانوار، ج ۷۶۔

۳۰۔ مجلّہ اطلاعات سیاسی۔ اقتصادی۔ ش ۹۸ و ۹۷۔

۳۱۔ مجلّہ ایران نامہ۔ سال نہم

۳۲۔ مجلّہ ایران نامہ ''زن ونشانہ شناسی حجاب'' سال نہم، ش ۳۔

۳۳۔ مجلّہ ایران نامہ، ویدا بہنام، مقالہ "زن خانوادہ وتجدید" سال یازدہم، ش ۲۔

۳۴۔ مجلّہ پیام زن، ''انسان، پوشش وزمینہ ہای تاریخی'' ش ۱۹۔

۳۵۔ مجلّہ زنان ، ش ۱ و ۲۲۔

۳۶۔ مجلّہ نیمہ دیگر، حمید نفیسی، ''زن درمسئلہ زن درسینمای بعد از انقلاب''، ش ۱۴، بہار ۱۳۷۰ھ ش۔

۳۷۔ مجلّہ نیمہ دیگر، نیرہ توحیدی، ''مسئلہ زن وروشنفکران طی تحولات دہہ ہای اخیر''۔

۳۸۔ محمد بن عیسی: سنن ترمذی، ج ۵۔

۳۹۔ مطہری، مرتضی: انسان وایمان۔

۴۰۔ مطہری، مرتضی: مسئلہ حجاب۔

۴۱۔ مطہری، مرتضی: نظام حقوق زن دراسلام۔

۴۲۔ منوچہریان، مہرانگیز: انتقاد قوانین اساسی ومدنی وکیفری ایران۔

۴۳۔ نثر الدرر، ج ۱۔

۴۴۔ نشریہ آوای زن، مقالہ ''آزادی وبرابری زن دراسلام''، ش ۲۱۔

۴۵۔ نہرو: نگاہی بہ تاریخ جہان، ج ۱۔

۴۶۔ یزدی، سید محمد کاظم: العروۃ الوثقی، ج ۲۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com